یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۰ نمبر ۴

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عار طلباء سے عہ غیر ممالک سے عار

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چوہدری عبد السلام پبلشر قادیان نے شائع کیا

ناظرین تشحیذ الاذہان ضرور پڑھیں

احباب کرام صرف چالیس صفحے ماہوار دینے کا وعدہ ہے مگر دیکھئے رسالہ فروری کا حجم ۸۰ صفحے تھا۔ اور اب اس رسالہ اپریل کا حجم ۵۶ صفحے ہے۔ ہر صفحے میں اکیس سطروں کی بجائے تیئیس سطریں کردی گئی ہیں ۴ صفحے کا مضمون یوں بھی بڑھا ہے پھر اسکے علاوہ گنجان اسقدر ہے کہ ڈیڑھ صفحے کا مضمون ایک صفحے میں چھاپا گیا ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تشحیذ نے کسقدر اخراجات زائدہ اپنے ذمہ لے رکھے ہیں۔ پھر ہر مہینے گویا ایک کتاب آپکی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔ اسکے مقابل میں آپکا سلوک اس رسالہ سے کیا ہے یہ آپ خود غور فرمائیں۔ جو خریدار ہیں وہ سوچیں کہ آیا انہوں نے اپنے اپنے ذمہ کا بقایا ادا کردیا ہے اور اگر بقایا ادا کرچکے ہیں تو آیا اس سال سنہ ۱۵ء کا چندہ سالانہ دیدیا ہے اگر یہ فرض بھی آپ ادا کرچکے ہیں تو کیا یہ ضروری نہیں کہ آپ تشحیذ کی توسیع اشاعت میں جان توڑ کر کوشش کریں اور عنداللہ ماجور ہوں میں امید کرتا ہوں کہ آپ پہلے بھی اس سے غافل نہ ہونگے۔ مگر موجودہ صورت حالات میں جبکہ تشحیذ کا خرچ اسکی آمد سے زیادہ ہے بہت ضرورت ہے اس بات کی کہ کم از کم چارسو خریدار اور پیدا کئے جائیں یہ کوئی بڑا مطالبہ نہیں ہر خریدار اگر اپنے حلقۂ اثر میں ساعی ہو۔ تو دو مہینے کے اندر اندر تعداد پوری ہو سکتی ہے میں ایسے محسنین و معاونین کے نام انشاءاللہ آئندہ نمبر میں شائع کرونگا۔ جنہوں نے میری درخواست پر نظر مرحمت فرمائی۔ یہ رسالہ مولوی محمد علی صاحب کے دو مضمونوں النبوۃ فی الاسلام کی تمہید اور چند حل طلب معموں کے جواب میں ہے وہ ہماری نسبت سمجھتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کو نبی اسلئے مانتے ہیں تا دوسروں کو کافر بنائیں ہماری نیتوں کا علم تو اللہ کو ہے اور وہی علیم بذات الصدور ہے مگر المرء یقیس علی نفسہ کے مطابق کم از کم اس سے پتہ ملگیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مسیح موعود کی نبوت کا انکار محض اسلئے کر رہے ہیں تا غیر احمدیوں سے ملے رہیں اور ان سے تو تی ٹڑ ھی جائے۔ احباب کرام سے گذارش ہے کہ وہ اس رسالہ کی متعدد کاپیاں منگوا کر تقسیم کریں تا فتنہ فرو ہو ایک روپیہ میں چھ کاپیاں۔ اور ایک جلد کی قیمت ۳ر والسلام

فروری کا تشحیذ۔ نبوت مسیح پر کامل و مکمل بحث۔ ۱ روپیہ میں پانچ جلد۔ مینیجر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ اپریل ۱۹۱۵ء

النبوۃ فی الاسلام کی تمہید پر ایک نظر

مسئلۂ خلافت

اگرمیں گمنام ٹریکٹ اظہار الحق نمبر اول و دوم کے مصنف کی حق تلفی نہیں کرتا تو مجھے صاف لہجہ سے کہہ دینا چاہئیے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جماعت کے شیرازہ اتحاد کو توڑا۔ اور جماعت احمدیہ کے کلمۂ واحدہ کو منتفرق کیا۔ اور اسکی بندھی ہوئی ہوا کو نقصان پہنچایا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت فرمائی کے بعد جس امر پر سب سے پہلے جماعت احمدیہ کا اجماع ہوا (اور یہ یقینی بات ہے کہ نبی کی وفات کے بعد معًا اسکی جماعت تمام کی تمام کبھی گمراہ نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ اسکا اکثر حصہ بالضرور حق پر قائم ہوتا ہے جبھی تو فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۔ نہ کوئی رسول آیا ہے نہ ایسا نبی کہ شیطان نے اسکی آرزوؤں میں روک نہ ڈالی ہو مگر اللہ تعالیٰ شیطانی روکوں کو دور کرتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے) وہ یہ تھا کہ نظام سلسلہ کو قائم رکھنے کیلئے

ایک اور صرف ایک خلیفہ ہونا چاہئیے جو تمام جماعت احمدیہ اور صدر انجمن احمدیہ (جو حسب ہدایت سلسلہ کام کرنیوالی ہے) پر حاکم ہو اور اسکی تمام احمدی بیعت اطاعت کریں۔ اب یہ ایک صراط مستقیم تھا۔ جو خدا نے ہمارے لئے پسند کیا۔ اس پر ہم سب جا رہے تھے۔ اب جو اس صراط کو چھوڑ کر کسی اور رستے یا پگڈنڈی پر ہو لئے یقیناً تفرقہ کے ذمہ وار وہی ہیں دیکھئے ہم تو اسی سڑک پر جا رہے ہیں۔ اب بھی ہم ایک خلیفہ کے ماتحت ہیں اور ہمارا شیرازہ اتحاد قائم مگر کچھ لوگ ہیں جو اپنے آپکو اہل الرائے اور ذمہ وار کہتے ہیں وہ اس جادۂ صراط مستقیم سے الگ ہو کر دوسرے رستے پر چلنے لگے ہیں۔ پس جس قدر بھی جماعت کے اتحاد کو نقصان پہنچا ہے اسکے ذمہ وار بھی وہی ہیں۔ اور ان سب سے زیادہ ذمہ داری اس شخص پر ہے جو اس سارے افتراق و فساد کا موجب ہوا۔

حالانکہ سیدنا محمود کی خلافت وہ خلافت عظمیٰ ہے کہ آجتک اسلام میں جتنے طریقوں سے کوئی جائز خلافت خلافت ثابت ہوئی۔ ان سب دلائل سے یہ خلافت خلافت حقہ ثابت ہو سکتی ہے

اوّل یہ کہ خلافت منصوص ہو سو اس اعتبار سے بھی ہم مسیح موعود کے کلام میں سیدنا محمود کا نام دیکھتے ہیں اور یہ امر اپنے محل پر بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ ثابت ہو چکا ہے۔ یہاں دہرانے کی ضرورت نہ تھی مگر مختصراً لکھ دیتا ہوں۔ سبز اشتہار کے صفحہ ۱۵ پر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہیں × × × دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا انکی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔"

پھر صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں۔

"دوسری قسم رحمت کی × × × اس تکمیل کے لئے خدا تعالےٰ دوسرا بشیر بھیجے گا × × اور خدا تعالےٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یخلق اللہ ما یشاء۔"

دیکھئے دوسری قسم رحمت کی جو انزال خلفاء ہے اسکی تکمیل کے لئے دوسرا بشیر (بشیر ثانی) ہے اور اسکا نام محمود بھی ہے۔ پھر اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ

"جلد ہو خواہ دیر سے بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

اس سے مدت بھی مقرر کر دی۔ اب حقیقۃ الوحی پڑھیئے جہاں آپ صفحہ ۳۶۰ پر لکھتے ہیں۔

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ

بشارت ہے دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے × × × × × × × یہ ہے

عبارت اشتہار سبز کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا

نام محمود رکھا گیا۔ اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔"

اس میں بتا دیا کہ وہ جو خدا تعالےٰ (سلہ) نے ظاہر کیا تھا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا نام محمود بھی ہے۔ اور

جو ۱۸۸۶ء سے نو سال کے اندر پیدا ہونا تھا۔ وہ مطابق پیشگوئی جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو چکا ہے۔ اور

حقیقۃ الوحی کی تصنیف کے وقت سترھویں سال میں تھا اور یہی وہ ہے جس کی نسبت حقیقۃ الوحی

صفحہ ۳۱۲ پر فرمایا ہے۔ کہ:۔

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی

نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اسکا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت

کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

سلہ جس کی نسبت سبز اشتہار کے صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے۔ کہ

"مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام

اسکا بشیر ثانی بھی ہے۔"

اور پھر زیادہ تعیین کے لئے حسب الہام یہ بھی فرما دیا کہ وہ بشیر اول کی وفات کے بعد معاً بلا توقف پیدا ہونے

والا تھا۔ کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

"ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے × × × اسکے ساتھ فضل ہے جو اس کے

آنے کے ساتھ آئیگا۔"

اور یہ پیشگوئی دو لڑکوں کی ہے جیسا کہ سبز اشتہار کے صفحہ ۳۰ پر فرمایا۔

"بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسر متوفی کے حق میں ہیں۔ اور

مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کے

پس خلافت اگر منصوص مانی جائے تو بھی سیدنا محمود کی خلافت ثابت ہے اگر خلافت کے ماننے کا یہ طریق ہے کہ پہلا خلیفہ اسکی نامزدگی کرے تو یہ امر بھی خدا کے فضل سے ثابت ہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول مولٰنا نورالدین نے جب شدت بیماری کیوقت وصیت لکھی تو آپ ہی کا نام لکھا۔ اور یہ امر بعض معتبرین جماعت کو معلوم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب خلیفہ اول کو صحت دیدی اور ادھر وہ ہلال آسمانِ خلافت (جو اوائل میں بوجہ اپنی باریکی کے اکثر کمزور نظر والوں کو نظر نہ آنیکا احتمال تھا۔ اور اسوقت انگلی سے دکھانے کی ضرورت تھی) بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گیا کہ جو شارٹ سائٹ نہیں اسے دیکھ سکتا ہے۔ تو پھر اس حکیم الامۃ نے صرف چند قرائن بتا دئیے۔ کہ وہ ہردلعزیز ہے عالم باعمل متقی ہے۔ اہلبیت میں سے ہے اور باقی تعیین ہمیں شناخت کا ثواب دلانے کے لئے خدا تعالےٰ پر چھوڑ دی سو خدا نے ہماری یہ مدد کی کہ جس وجود کی وجہ سے یہ معاملہ بفرضِ محال مشتبہ ہو بھی سکتا تھا (یعنے محمد علی) خود اس سے یہ شائع کرا دیا کہ مسیح موعود کے بعد کوئی خلیفہ ہونا ہی نہیں چاہئے۔ پس مطلع صاف ہو گیا۔ اور وہ نبیوں کا چاند صاف صاف نظر آنے لگا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ بیشک مولانا نے پہلے محمود ہی کا نام خلافت ثانیہ کیلئے لکھا تھا مگر بعد ازاں آپکی نظروں سے وہ گر گیا۔ انکا جواب میں دے چکا ہوں۔ دوم اس بیماری کے بعد آپنے ۱۰ ستمبر ۱۲ء کو جب ایک مخلص نے عرض کیا کہ پسر موعود مصلح موعود میاں صاحب ہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کیساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔ اور جب آپ نے مصلح موعود مان لیا تو اسے خلیفہ بطریق اولیٰ مان لیا کیونکہ مصلح موعود کے خلیفہ ہونے پر تو تمام جماعت احمدیہ کا اتفاق ہے۔ غرض جیسے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو نامزد کیا تھا اسی طرح اس صدیق ثانی نے **فضل عمر** کو نامزد کر دیا۔

"ساتھ فضل ہے جو اسکے آنیکے ساتھ آئیگا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اسکا محمود اور تیسرا نام اسکا بشیر ثانی"۔

عبارت مندرجہ بالا میں بتا دیا کہ بشیر اول کے ساتھ معاً پیدا ہونیوالا وہ لڑکا ہے۔ جس کا نام فضل ہے اور جسکا دوسرا نام محمود و بشیر ثانی بھی ہے اور یہی مصلح موعود ہے۔ اور اس ساتھ کے معنے حضرت اقدس نے بھی یہی سمجھے ہیں جیسی سراج منیر صفحہ ۳۱ پر فرماتے ہیں۔ "سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونیکا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا"۔

تیسرا طریق خلافت کا شوریٰ ہے سو اس اعتبار سے بھی آپکی خلافت ثابت ہی کیونکہ اگر اہل حل و عقد ممبران صدر انجمن ہیں۔ تو ان تمام ممبروں نے (حالانکہ شرط صرف کثرت کی ہے[1] اور حضرت اقدس نے بھی کثرت رائے کو قطعی قرار دیا ہے) جو حضرت مسیح موعود کے بعد خلافت کے قائل ہیں۔ (اور قائمین خلافت یوں بھی منکرین خلافت سے کثیر ہیں۔ اور کثرت رائے کا فیصلہ ہی قطعی ہے) اس بات پر اتفاق کیا کہ خلیفہ ثانی سیدنا محمود ہو۔ مولوی محمد علی صاحب اور دیگر بعض ممبران صدر انجمن جو تو کے مقابلہ میں چھ ہیں۔ وہ تو اسبات کے قائل ہی نہیں کہ مسیح موعود کے بعد خلافت ہونی چاہئے۔ تو اب انکی رائے اس شوریٰ میں معتبر نہیں ہو سکتی کیونکہ اصولاً شوریٰ میں وہی داخل ہو سکتے ہیں جو اصولاً اس بات کے قائل ہوں جس پر مشورہ ہونے والا ہے۔ پس اس شوریٰ کے ذریعہ بھی سیدنا محمود ہی مقرر ہوئے۔ اور پھر اگر اہل حل و عقد مہاجرین ہیں اور جماعت کے بعض بزرگ جو انصار ہیں۔ تو اس اعتبار سے بھی فتح ہماری ہے اور ہمارے نام کی کیونکہ تمام مہاجرین خلافت کے قائلین نے خلافت ثانی اور خلیفہ ثانی سیدنا محمود پر اجماع کر لیا۔ اور جماعت سے ایسا ایک شخص بھی نہیں جو خلافت کا قائل ہو اور پھر اس نے یہ کہا ہو کہ خلیفہ سیدنا محمود نہیں۔ بلکہ فلاں شخص ہونا چاہئیے اور جس شخص کا اس نے نام لیا ہو۔ وہ خلافت کا قائل بھی ہو۔ یہ ایک عجیب بات ہی کہ تمام جماعت احمدیہ اور تمام اہل حل و عقد اور تمام مہاجرین نے آپکی خلافت پر اجماع کیا اور متفق اللفظ مان لیا کہ بس یہی خلیفہ ہونا چاہئیے ورنہ صرف کثرت کا اعتبار کافی تھا کیونکہ حضرت علیؓ امیر معاویہ کو لکھتے ہیں دیکھو نہج البلاغہ ج ۲ ص مصر

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان و علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یردوا انما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک رضی فان خرج من امرہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابیٰ قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین۔ ولعمری

[1] جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مولٰنا نور الدین نے معتمدین صدر انجمن کو بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ ان کو غور کرنا چاہئیے کہ بانی صدر انجمن نے انجمن کی کیا پوزیشن مقرر کی ہے یہی کہ جس پر ان کی کثرت رائے ہے وہ امر قطعی ہے تو بس اب یہ دیکھ لینا چاہئیے کہ دربارہ امر خلافت اور تعیین خلیفہ و نام خلیفہ کس پر کثرت رائے ہی نہ اب بلکہ عین اسوقت جبکہ مولانا واصل باللہ ہوئے۔

یا معاویہ لئن نظرت بعقلك دون ہواك لتجدنی ابرء الناس من دم عثمان ولتعلمن

انی کنت فی عزلۃ عنہ الا ان تتجنی فتجن ما بدالك والسلام

میری بیعت اس قوم نے کی جس نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی اور انہی شرائط پر جن پر ان خلفاء کی بیعت کی تھی۔ پس جو مجلس انتخاب میں موجود ہو اسکو حق نہیں کہ اپنی رائے پر اڑا رہے اور جو موجود نہ ہو اسکو اپنی غیر حاضری کی بنا پر انتخاب عام کو رد کرنیکی اجازت نہیں۔ شوریٰ مہاجرین و انصار کا حق ہے جب وہ کسی مرد خدا پر اتفاق کرلیں اور اسے امام بنالیں تو اب کسی کے لئے اس سے انکار کی گنجائش نہیں اور اگر کوئی اس اتفاق سے نکلے تو غیر سبیل المومنین ہونے کی وجہ سے اسکے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔

پس اس اصل کے مطابق بھی کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ خلافت ثانی کا انکار کرے کیونکہ مرکز میں جس کی خلافت پر اجماع ہو گیا[۲] اسپر کسی کو طعن یا خروج کا حق حاصل نہیں۔

چوتھا طریق یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی قابلیت سے مرکز پر غالب آجائے اور سلسلہ کی انسٹیٹیوشنز اسکے قبضے میں ہوں۔ اس اعتبار سے بھی سیدنا محمود کی خلافت ثابت ہے اور منکرین خلافت کے سردار کا مرکز کو چھوڑنے پر مجبور ہو جانا اسکی کھلی ہوئی شہادت موجود ہے اور جس قدر اشیاء سلسلہ میں اہمیت رکھتی ہیں وہ سب کی سب اس خلافت کی تحویل میں ہیں۔ اس انجمن کا جو حضرت اقدس نے قائم کی۔ اسکا حاکم بھی یہی ہے۔ پھر جماعت کے وہ لوگ جو جماعت میں بڑے سمجھے جاتے تھے اور جو تمام جماعت

---

[۱] یہ صحیح ہے کہ من دعی الی امارۃ من غیر مشورۃ فلا یحل ان یقبل ہم۔ ۴ گھنٹے کے مشورے کے بعد حضرت محمود نے بیعت لی اور بیعت لینے کے وقت قائلین خلافت کا آپ پر اجماع تھا۔

[۲] بعض لوگوں نے کہا کہ لیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر یعنی اب نور الدین کی صفات کا انسان موجود نہیں جو مجمع خواص و عوام ہو ہم کہتے ہیں تو کیا پھر ابوبکر کی مثل نہ ہونے سے صحابہ نے حضرت عمرؓ کی بیعت نہ کی تھی اور وہ سب نعوذ باللہ منکرین خلافت ہو گئے تھے جواب ہم نور الدین کی مثل نہ پایا جانے سے خلافت ہی کے منکر ہو جائیں پھر ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ خلافت اولیٰ سے بڑھکر لوگ اسطرف جھکے آتے ہیں چنانچہ صرف ایک برس میں ایکہزار آدمی نیا سلسلہ میں داخل ہوا۔ ہمنے تو اس خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی جس کے بارے میں خدا نے فرمایا۔ اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ۔ دیکھو تریاق القلوب صفحہ ۴۲

خدا تعالےٰ کے فضل و رحم سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ

یہ ایک اثر رکھتے تھے جو ضرورت کے وقت یہ کہنے کا حق بھی رکھتے تھے کہ ہم جو تیں سے یہ بات منوا لینگے وہ تمام کے تمام مقابلہ پر اٹھے لیکن ان پر سیدنا محمود غالب آیا اور انکی کچھ پیش نہ گئی نہ مرکز پر غلبہ پا سکے نہ جماعت کے کثیر حصہ کو اپنی طرف کر سکے نہ انجمن اپنی تحویل میں رکھ سکے غلبہ اسی کو ہوا جو حق پر تھا۔ الا ان حزب اللہ هم الغالبون

پانچواں طریق خلافت حقہ کے جانچنے کا یہ ہو کہ دیکھا جائے آیا جانشین میں اپنے مستخلف عنہ (جس کا وہ خلیفہ ہو) کے کمالات ظلّی طور پر پائے جاتے ہیں یا نہیں کیونکہ اگر وہ کمالات نہیں تو وہ اس کام کو نہیں چلا سکتا۔ چنانچہ شہادۃ القرآن میں حضرت اقدس نے لکھا ہے صفحہ ۵۶

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے"

اب دیکھئے کہ منکرین خلافت میں سے وہ جو ذہین مشہور ہے اور جس کی شدت مخالفت کا یہ ثبوت کافی ہو کہ اس نے سب سے پہلے خلافت کو پوپ کہا وہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ اس خلیفہ میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو ہم حضرت اقدس کی صداقت کا نشان سمجھتے تھے (دیکھو پیغام ۱۲ مارچ ۱۴ء) اس نے بوجہ کم نظری کے یہ غلط نتیجہ نکالا ہے کہ معیار صداقت مشتبہ ہو گیا حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ جو مستخلف عنہ میں کمال ہے ظلّی طور پر وہ خلیفہ میں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ دیکھ لو کہ سیّدنا محمود اپنے متبوع کے کمالات کا وارث ہے تقریر میں تحریر میں۔ دشمن اسکا مقابلہ کرنے سے عاجز ہے اگر کوئی منکرین خلافت میں سے ہی تو وہ تفسیر قرآن مجید میں مقابلہ کرے لو نشاء لقلنا مثل ھٰذا کہنے والے بہت ہیں۔ اور عیب چینی و نکتہ چینی والے بھی ہر قوم میں موجود جیسا کہ مسیح موعود کی کسی کتاب کا جواب تو مخالفین سے نہیں ہو سکتا۔ مگر بعض فقرات یا بعض تفسیری اقوال پر نکتہ چینی کر دیتے تھے اور کسی میں ہمت ہے تو دعاؤں کے ذریعے مقابل آ کر فیصلہ کرے۔ تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد۔

پھر دیکھو مسیح موعود کا دعویٰ ہے انی متوفیك وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنی میرے متبع میرے کافروں پر قیامت تک غالب رہینگے۔ اب اسکے اتباع

۔ محمود پیدا ہوا۔ اور اسکے پیدا ہونیکی میںنے اس اشتہار میں خبر دی جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہے۔ ۔ اور اسکے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہی۔ اے فخر رسل قرب تو معلوم شد۔

کا دعوٰی تو منکرین خلافت کو بھی ہے مگر ہمارا خلیفہ کھلے بندوں اعلان کرتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں۔ اور یہ کہ وہ میرے مخالفوں کو آہستہ آہستہ میری طرف کھینچ لائیگا یا تباہ کر دیگا اور ہمیشہ میرے متبعین میرے مخالفوں پر غالب رہینگے۔" (القول الفصل صفحہ ۵۷)

اور واقعات بھی اسکی تصدیق کر رہے ہیں۔ چنانچہ پہلے روز دو ہزار بیعت کرنے والا تھا تو اب چار لاکھ کی جماعت میں سے ۹۸ بلکہ ۹۹ فیصدی ہے اور روزمرہ ترقی ہے۔ ان منکرین خلافت کی بجائے اللہ نے اتنے نئے آدمی سلسلہ میں داخل کر دئیے ہیں تو ہم کیوں نہ مانیں کہ خلیفہ برحق یہی ہے برخلاف اس کے منکرین گھٹ رہے ہیں۔ اور وہ اس تحدی کے ساتھ مقابل پر دعوٰی نہیں کر سکتے کہ مسیح موعود کی یہ پیشگوئی ہمارے ذریعے سے پوری ہوگی۔ ایک ان میں سے اٹھا اور اس نے کہا کہ چھ سال تک خلافت کی حقیقت کھل جائیگی مگر ابھی چھ ہفتے نہ گزرنے پائے کہ اسکی خانہ ویرانی ہو گئی وہ دوسرے کا گھر ویران دیکھنا چاہتا تھا مگر اسکا اپنا ہی گھر ویران ہو گیا۔

چھٹا طریق خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت ہے کہ وہ کس کی تائید و نصرت فرما رہا ہے اور کس پر وہ نشان پورے ہوتے ہیں جو خلافت حقہ کے لئے مقرر ہیں۔ سورہ نور میں خلیفہ صادق کے یہ نشان بتلائے جن سے خلافت راشدہ پر ہم روافض کے مقابلہ میں استدلال کیا کرتے ہیں (۱) ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم (۲) ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ اس دین کی تمکین جو اللہ کا پسندیدہ ہے اور خوف کو امن سے بدلا گیا یا نہیں یاد کرو وہ وقت جب تمام جماعت میں ایک ہوئی اعلان کی اشاعت سے خوف بد امنی اور فساد پھیل گیا۔ اور اب دیکھو موجودہ وقت کہ بدامنی امن سے بدل گئی۔ فساد مٹ چکا اور خلافت کو ہر طرح تمکین حاصل ہوئی۔ اور خود تمہارا زعیم پکار اٹھا کہ اب یہ خلافت تو قائم ہو چکی۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ وقال لہم نبیہم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک اٰل موسٰی واٰل ھٰرون تحملہ الملٰئکۃ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین۔ قلوب میں ایک قسم کا اطمینان پیدا ہو جائے سینکڑوں شہادتیں اس بارے میں موجود ہیں کہ کئی دل ڈانواں ڈول تھے۔ بیعت خلافت کے ساتھ ہی وہ مطمئن

ہو گئے۔ کئی لوگوں نے بیعت میں توقف کیا اور اس سے قلوب میں سخت بے اطمینانی و تشویش پائی۔ آخر بیعت کرنے سے یہ نقص رفع ہوا۔ پھر نزرکہ آل موسٰی و آل ہارون کر خواہ اس سے مراد اس نبی کے تبرکات لو۔ اور خواہ سلسلہ الہام و رؤیا کہ ہمیشہ علامت صدق اور رضامندی باری تعالٰے رہا ہے وہ بھی مبائعین ہی کی جماعت میں ہے۔ غرض خلافت کا فیصلہ تو ہو گیا اور اُسے تمکین حاصل ہوئی۔

مسئلہ نبوت

جب حریف نے دیکھا۔ کہ اس میں مجھے سخت ناکامی ہوئی ہے۔ تو اسنے اب نبوت کا مسئلہ چھیڑا ہے کہ شاید اسی رستے سے کوئی صورت اپنے مقصد کے حصول کی نکل آئے مگر وہ یاد رکھے کہ نبوت تو اصل الاصول اور وہ امر ہے جس کی بناء سلسلہ قائم ہے۔ اللہ تعالٰے آگے سے بڑھکر حریف کو ناکام کریگا۔

اس خصوص میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک رسالہ بنام القول الفصل کی غلطی کا اظہار نکالا جس میں از خود ایک بات بنا کر اسپر ۲۰ صفحے کا رسالہ لکھ دیا یعنی ظاہر یہ کیا کہ گویا حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ مذہب ہے کہ حضرت مرزا صاحب ۱۹۰۲ء سے پہلے تو جزوی نبی تھے اور ۱۹۰۲ء کے بعد کامل نبی بنائے گئے۔ اور پھر اسی غلط بات کی بناء پر کئی سوالات لکھے جو بناء الفاسد علی الفاسد کے مصداق ہیں۔ اسکے جواب میں حضرت صاحبزادہ اولوالعزم نے حقیقۃ النبوۃ تین سو صفحے کی ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے۔ جس میں اپنا عقیدہ ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔

"آپ (مسیح موعود) نبی ابتداء سے تھے۔ لیکن جب تک پورے طور پر انکشاف نہ ہوا۔ آپ اس عقیدہ کو جو لوگوں میں رائج تھا مانتے رہے لیکن بعد میں جب انکشاف ہو گیا تو اسکو بدل دیا اور اب اس عقیدہ کا ماننا ضروری ہو گیا۔ اور چونکہ خدا کے نزدیک آپ شروع دعوے سے نبی تھے اسلئے مسیحیت کے دعوی کے ساتھ نبوت بھی لازم و ملزوم تھی اگر کہو کہ ایسی بات مسیح موعود کو پہلے کیوں نہ معلوم ہوئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسی طرح معلوم نہیں ہوئی جس طرح مسیح کی حیات کا مشرکانہ عقیدہ معلوم نہ ہوا۔ اور جس طرح باوجود خدا تعالٰے کے فرمانیکے سب نبیوں کے اتفاق یہود و نصاریٰ کے اتفاق کے مسیح پر اپنی فضیلت کا علم نہ ہو سکا۔

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ [illegible])

پھر صفحہ ۱۳۱ پر اور بھی کھولکر فرماتے ہیں۔

"غرضکہ اپنے دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے تو آپ ہمیشہ ایک ہی بیان شائع کرتے رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مجھے کثرت سے امور غیبیہ پہ اطلاع دی جاتی ہے جو انذار و تبشیر کا رنگ رکھتے ہیں۔ اور خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسوجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے کبھی بھی اپنی نبوت سے انکار نہیں کیا بلکہ اپنے دعوے کی تفصیلی کیفیت جو بیان کرتے رہے ہیں اسکے صاف معنے یہ تھے کہ آپ نبی ہیں × × × جہاں جہاں آپ نے اپنے نبی ہونے سے انکار کیا ہے یا نبی بمعنے محدث لیا ہے اسکا مطلب صرف یہی ہے کہ آپ شریعت جدیدہ کے لانے یا براہ راست نبوت کے پانے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ اسوقت آپ کے نزدیک نبی کے یہی معنے تھے × × × پس یہ نہ دیکھا جائیگا کہ آپ نے لفظ نبی سے انکار کیا ہے بلکہ یہ دیکھا جائیگا کہ نبی کے لفظ کے کیا معنے سمجھ کر اس سے انکار کیا ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲)

یہ اقتباس آپ کا مطلب واضح کرنے کے لئے کافی ہے اسپر مولوی محمد علی صاحب نے النبوۃ فی الاسلام کی تمہید شائع کی ہے جس پر میں ایک نظر کرنی چاہتا ہوں۔ اس تمہید کو پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ فی الواقعہ جیسا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے لکھا ہے مولوی صاحب موصوف ان اشخاص میں سے ہیں "جو جوش و غضب سے مجبور ہو کر اپنی رائے سے اختلاف رکھنے والے کی تحریر پر کافی غور نہیں کر سکتے اور اس کے غلط معنی سمجھ کر اپنی غلط فہمی کا ازالہ شروع کر دیتے ہیں۔ اور یہ عادت انسان کے لئے بہت سی ٹھوکروں کا موجب ہو جاتی ہے"۔ چنانچہ بیان مندرجہ بالا پر ایک انصاف پسند خدا ترس مومن کو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں مگر مولوی صاحب نے شور ڈالدیا ہے کہ غضب ہو گیا ستم ہو گیا۔

"(مسیح موعود) کو اپنے دعوے کے متعلق غلطی لگے رہنا پندرہ سال تک اس غلطی کا سلسلہ چلنا اسی غلط خیال کے مطابق سینکڑوں صفحے لکھدینا قرآن و حدیث سے اسکی تائید کرتے جانا خدا کی وحی کو بھی اسی کا مؤید بتانا میرے تو یہ وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا"۔ (النبوۃ فی الاسلام ضمیمہ)

سوال یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود کا دعوی کیا تھا یہی کہ

۱- میرے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ موجود ہیں خدا مجھے ان سے خطاب کرتا ہے

۲- میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ و اظہار علی الغیب سے سرفراز کیا گیا ہوں۔

اور صاف ظاہر ہے کہ دلایل بھی آپ اسی امر کے دیتے رہے اور سینکڑوں صفحے بھی اسی خیال کے مطابق لکھے اور قرآن و حدیث سے بھی اسی کی تائید کی اور خدا کی وحی کو بھی اسی کا مؤید بنایا۔ اب میں پوچھتا ہوں جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے سے کہ آیا کہیں حضرت صاحبزادہ صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد مسیح موعود نے

۱۔ آیا اس بات سے انکار کر دیا تھا کہ میرے الہامات میں نبی و رسول کا لفظ موجود ہے اور خدا مجھے ان سے خطاب کرتا ہے۔

۲۔ آیا اس بات سے انکار کیا ہے کہ میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ و اظہار علی الغیب سے سرفراز کیا گیا ہوں جب یہ دونوں باتیں نہیں تو پھر یہ واویلا کیوں ہے کہ حضرت میاں صاحب کے عقیدے میں مسیح موعود خدا کے حکم کے خلاف دلائل دیتا چلا گیا۔ یہ تو صرف لفظی دھوکہ ہے جو آپ دے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے جس قدر دلائل قرآن و حدیث سے دیئے یا اپنی وحی کو پیش کیا اس سے یہی ثبوت دیا کہ آپ کثرت مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز ہیں اور یہی وہ نعمت ہے جس سے آپ تا یوم الوصال اول سے آخر تک سرفراز رہے اور اس میں ہم قطعاً کسی نسخ کے قائل نہیں۔ چنانچہ میں حقیقۃ النبوۃ سے یہ حوالہ نقل کر چکا ہوں۔ کہ

"دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے تو آپ ہمیشہ ایک ہی بیان شائع کرتے رہے ہیں۔" الخ

باقی رہا یہ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے لکھا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبوت سے انکاری ہے۔ اس سے ۱۹۰۱ء کے بعد بھی انکار ہی فرماتے رہے۔ سوال تو یہ ہے کہ کس نبوت سے آپکو انکار تھا اسکا جواب حضرت مسیح موعود خود دیتے ہیں جو یہ ہے۔

"اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسکا نام پاکر اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲)

یعنی آپ فرماتے ہیں۔ میں ایسا نبی نہیں جو شریعت لائے اور نہ ایسا نبی ہوں جو براہ راست نبوت پائے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت صاحبزادہ صاحب نے کہیں یہ لکھا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود نے یہ سمجھا تھا کہ میں جدید شریعت لانے والا یا براہ راست نبی ہوں جب حضرت صاحبزادہ صاحب نے یہ کہیں نہیں لکھا تو پھر مولوی محمد علی صاحب کا اعتراض کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ پندرہ سال کی مصنفہ کتب پر پانی

پھر گیا۔ پانی کس طرح پھر گیا جبکہ تفصیلی کیفیت کے اظہار کے لحاظ سے آپکا دعویٰ اول سے لیکر آخر تک یکساں ہی رہا ہے ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی حضرت مسیح موعود اسی امر کے دلائل دیتے رہے کہ خاتم النبیین کے بعد جدید شریعت والا اور براہ راست نبی نہیں ہو سکتا اور ۱۹۰۱ء کے بعد بھی اسی امر کے دلائل دیتے رہے ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی کہیں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صلعم کی امت میں آپ کے اتباع فیض سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ ۱۹۰۱ء کے بعد بھی یہ کہیں نہیں لکھا کہ ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ پس آپ کا دعویٰ تو تفصیل کے لحاظ سے ایک ہی رہا اور آپنے خدا کے حکم کے خلاف کوئی دلیل پر دلیل نہیں دی۔ خدا نے آپکو نبی فرمایا کہ تو کثرت مکالمہ مخاطبہ سے سرافراز اور آنحضرت کے فیض اتباع سے سب انعام پانے والا ہے اور آپنے بھی ہمیشہ یہی ظاہر کیا۔ البتہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آپ ۱۹۰۱ء سے پہلے کثرت مکالمہ و مخاطبہ و اظہار علی الغیب کا نام محدثیت۔ جزوی نبی کیوں رکھتے تھے سو اسکے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا ہے جو میں حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۸۷ سے نقل کر چکا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کہ آیا قرآن مجید کی کھلی کھلی اور متواتر وحی اور ساٹھ آیات کی موجودگی میں حضرت مسیح موعود کا ایک عرصہ تک یہ عقیدہ رہا ہے یا نہیں کہ مسیح ناصری زندہ آسمان پر موجود ہے اور وہ پھر بجسدہ آئیگا۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ جن آیات سے ایک کم علم سے کم علم احمدی بھی وفات مسیح ابن مریم سمجھ سکتا ہے وہ حضرت مسیح موعود سے کیوں مخفی رہا پھر مولوی محمد علی صاحب یہ بتائیں۔ کہ براہین احمدیہ میں ایسے الہامات موجود ہیں یا نہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود ہیں مگر آپ کیوں اپنے مرتبہ و درجہ سے باوجود دلائل قرآنیہ و احادیث صحیحہ و الہامات متعددہ کے بے خبر رہے۔ ہاں آپنے اپنی تمہید کے صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے کہ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ براہین احمدیہ میں کوئی صریح الہام موجود ہے جس طرح پر نبوت اور رسالت کے الہامات ہیں جس میں آپکو مسیح موعود بتایا گیا ہے تو اس کا ایسا دعویٰ صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں صریح الہام موجود ہونیکا دعویٰ خود حضرت اقدس نے فرمایا ہے دیکھو اعجاز احمدی ص ۶ تا ۷

جبتک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھولدی تو میں اس عقیدہ سے باز آگیا میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور

مجھے نور سے بھر دیا اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا۔ حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا۔ اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کریگا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ تاہم یہ الہام براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔ خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میںنے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا۔ حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میںنے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھدیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میںنے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھدیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آگیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھولدی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے × × × × × × × × × اگر براہین احمدیہ میں قطعیہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیگا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ اٹھا سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ براہین احمدیہ سے بارہ برس بعد کیوں اس پہلے عقیدے کو چھوڑ دیا گیا گو ایسا کہنا بھی فضول تھا کیونکہ انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمہ وار ہونے میں اپنے اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ انکی اپنی رائے ہے نہ خدا کا کلام تاہم عوام کے آگے یہ دھوکا پیش جا سکتا تھا مگر اب تو ایسے پوچ اعتراض کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔"

اس عبارت متذکرہ سے چند امور ثابت ہوئے۔

اول ۔ یہ کہ آپکو بذریعہ الہام بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

دوم ۔ یہ بھی بذریعہ الہام ہی بتایا گیا تھا کہ ھُوَ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ آیت کا مصداق تو (مسیح موعود) ہی ہے اور یہ الہام کھلے کھلے طور پر موجود تھا۔

سوم ۔ یہ کہ براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر آپکو مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔

چہارم ۔ یہ کہ باوجود کھلی کھلی وحی کے جو آپ کو مسیح موعود بناتی تھی ۔ آپ رسمی عقیدہ پر قائم رہے یعنی مسیح کے آسمان سے نازل ہونیکے قائل۔

پنجم ۔ یہ کہ باوجود متواتر الہامات کے آپ بارہ برس تک اس امر سے غافل رہے کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہی

ششم یہ کہ یہ کہنا فضول ہی کہ بارہ برس پہلے کا عقیدہ کیوں چھوڑا ۔ کیونکہ انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمّہ وار ہوتے ہیں اپنے اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ انکی اپنی رائے ہے نہ خدا کا کلام ۔ پس حضرت مسیح موعود نے نہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کبھی یہ کہا ہے کہ نبی اور رسول کا لفظ میرے الہامات میں موجود نہیں ۔ اور نہ بعد میں فرمایا ہی کہ نبی اور رسول کا لفظ جو الہامات میں تھا وہ غلط ہے البتہ اپنے اجتہاد سے نبی اور رسول کے ایک معنے آپ نے کئے ۔ جس کے غلط نکلنے سے آپ ذمہ وار نہیں ہو سکتے۔

اب میں عرض کرتا ہوں جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی جناب میں کہ وہ ان عبارات میں مسیح موعود کی بجائے نبی کا لفظ کر لیں اور ساتھ ہی اپنے سوالات کا جواب مسیح موعود ہی کی تحریر سے پڑھ لیں ۔ اگر باوجود بڑی شد و مدّ سے مسیح موعود قرار دیا جانے کے اور باوجود کھلی کھلی وحی کے بارہ برس تک آپ یہ نہ سمجھے کہ میں مسیح موعود ہوں اور اسکے خلاف لکھتے رہے کہ میں مسیح موعود نہیں اور آنیوالا مسیح آسمان سے آئیگا ۔ تو اس میں کیا حرج ہے ۔ اگر آپ دس سال تک (دیکھو تمہید النبوۃ فی الاسلام صـ۱۴) یہ نہ سمجھے کہ دوسرے محدثین کی نبوت جزئی ہے اور میری کامل بجائیکہ تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے آپ برابر یہ اعلان فرماتے رہے اور اسی کے متعلق دلائل بھی دیتے رہے کہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ و اظہار علی الغیب سے مشرف ہوں اب میرا حق ہو گیا ہے کہ میں آپ ہی کی عبارت میں آپکو جواب دوں ۔ پس آپکی تمہید کا صفحہ ۱۴ یوں پڑھا جائے تو آپکو اپنی غلطی واضح ہو سکتی ہے۔

تم نے تو حضرت صاحب کو ایک معمولی انسان کے مرتبے سے بھی گرا دیا کسی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی ہو جانا اور امر ہے مگر کسی شخص کو اپنے دعوے کو ہی نہ سمجھنا اور دس سال تک یا پندرہ سال تک صرف اس غلط دعوی کا اعلان (میں مسیح موعود نہیں ہوں) کرتے رہنا بلکہ نعوذ باللہ من ذلک جھوٹے طور پر قرآن اور حدیث سے اسکی تائید میں استدلال کرتے رہنا (جیسا کہ مسیح کے معنے براہین احمدیہ میں کئے) × × کیا یہ باتیں مسیح موعود کی طرف منسوب کرتے ہو۔ تم اس عہدہ دار کو کیا کہو گے جس کو اسکے افسروں نے ایک عہدہ پر مامور کرکے بھیجا (مسیح موعود بنا کر) اور وہ بارہ سال تک یہ سمجھا ہی نہیں کہ میرا عہدہ کیا ہے؟ ایک تھانہ میں سب انسپکٹر (مسیح موعود) کو بھیجا۔ اور وہ خیال کرتا رہا کہ میں کانسٹبل ہوں (صرف مجدد) کیا ایسے شخص کو مجنون کہو گے یا کچھ اور۔ پھر تم خدا کا خوف کرو کس طرح یہ لفظ تمہارے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ کہ بارہ سال تک ایک ایسے عظیم الشان انسان کو جسے اصلاح خلق کے لئے مامور کیا گیا یہ الہام ہوتے رہے کہ تو مسیح موعود ہے مگر وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ مسیح موعود کہتے کس کو ہیں × × عوام الناس کے خیالات باطلہ (مسیح کے آسمان سے نزول اور اسکے زندہ ہونے) کا متبع رہا جن کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا × × خدا نے بھی اچھا مسیح بنایا کہ جس کو اپنے مسیح موعود ہونے ہی کا پتہ نہیں لگتا کیا ساری دنیا میں یہی اور مسیح کا بھی پتہ بتا سکتے ہو۔ جس کو خدا تو کہتا ہے کہ تو مسیح موعود ہے مگر وہ بارہ سال تک یہی کہتا چلا جائے کہ میں مسیح موعود نہیں × × اپنی دعوی کو نہ سمجھنے اور باوجود وحی کی غلطی پر اسی طرح اصرار کرتے چلے جانے اور اس غلط عقیدہ (کہ میں صرف مجدد ہوں) کے دلائل پر دلائل دیتے چلے جانے کے ادنیٰ سے ادنیٰ نبی میں مجھے مثال دکھا دو تو میں اپنی ساری تحریر جلا دونگا"

میں نے مولوی محمد علی صاحب ہی کی عبارت صرف اتنے تغیر سے کہ نبی کی بجائے مسیح کر دیا ہے نقل کرکے بتایا ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے دل میں کیا بھرا ہے۔ اور وہ مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کو کیا سمجھتے ہیں۔ اور یہ جو آپ بار بار کہتے ہیں کہ آپ غلط عقیدہ کے دلائل پر دلائل دیتے چلے گئے یہ بالکل غلط ہے آپکے دلائل ہمیشہ اس بات کے دیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد باوجود حدیث (لانبی بعدی) دروازہ وحی و الہام کھلا ہے اور آپکو کثرت مکالمہ و مخاطبہ الہیہ و اظہار علی الغیب سے بارگاہ

ایزدی میں سرافرازی ہے اور نبی ہونے سے انکار کیا تو انہی معنوں میں کہ میں کوئی شریعت جدیدہ نہیں لایا۔ میں براہ راست نبی نہیں جیسا کہ آپ نے ایک غلطی کے ازالہ مطبوعہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں لکھا ہے کہ جس جس جگہ میں نے نبوت و رسالت سے انکار کیا ہے تو ان معنوں میں کہ میں جدید شریعت نہیں لایا۔ اور کہ میں مستقل (براہ راست) نبی نہیں۔ پس اس خصوص میں دلائل دیئے تو اسی بارے میں کہ کوئی جدید شریعت نہیں لا سکتا کوئی براہ راست نبی نہیں ہو سکتا پھر اپنے محدث ہونے کے دلائل دیئے تو وہ بھی ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد یکساں مفید ہیں۔ کیونکہ ہر نبی محدث بھی ہوتا ہے دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۹ فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ النبی محدث۔ پس لوگوں کے جذبات کو برانگیخت کرنے اور مسیح موعود کو کسی پہلے سے گالیاں دینے کے لئے جو بار بار کہا جاتا ہے کہ مسیح موعود اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت

کرتا چلا گیا۔ اور خدا بھی ادھر وحی پر وحی کرتا جاتا تھا مگر ادھر مسیح موعود بھی اس حکم کے خلاف دلیل پر دلیل دیتا چلا جاتا تھا یہ بالکل غلط بالکل غلط ہے۔

البتہ یہ صحیح ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے آپ کو اسی حد تک نبی سمجھتے تھے یعنی جزئی یا مجازی یا ناقص طور پر[1] جس حد تک دوسرے محدثین و اولیاء امت محمدیہ ہو گزرے ہیں۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے اس عقیدہ کو بدل دیا اور اسکے ہمارے پاس کھلے کھلے ثبوت موجود ہیں۔

پہلا ثبوت تو یہ ہے کہ ایک غلطی کے ازالہ میں آپ نے فرمایا۔

اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امر غیب ہے (صفحہ ۵ ایک غلطی کا ازالہ)

دیکھئے پہلے کثرت مکالمہ اور غیب کی باتیں ظاہر ہونے کی وجہ سے اپنے آپکو محدث فرماتے تھے۔ مگر اس میں فرما دیا کہ جس پر کثرت سے اظہار غیب ہو اسے صرف محدث نہیں کہنا چاہیئے بلکہ نبی چنانچہ آپ سوال کرتے ہیں کہ اگر نبی کے نام سے نہ پکارا جائے تو پھر کس نام سے پکارا جائے اگر اس عبارت کے کچھ اور معنے ہو سکتے ہیں۔ اور اس میں حضور نے صرف یہ بتایا ہے کہ تحدیث کے معنے لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کے بعد اپنے لئے صرف محدث کا لفظ استعمال نہیں فرمایا

[1] ناقص صرف یہ سمجھا کہ براہ راست نہیں ہے

اور اپنے آپکو نبی کے نام سے پیش کیا ہے تحفہ غزنویہ کا حوالہ ان الفاظ میں دینا کہ وہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کی چھپی ہوئی ہے بالکل خلاف واقعہ ہے کیونکہ یہ کتاب بھی تریاق القلوب کے ساتھ تیار ہو کر پڑی ہوئی تھی صرف شائع ہونے میں دیر لگی ہے اور یہ امر شہادتوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے پھر جو عبارت پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ "اگر اپنے ارادے پر کسی نبی یا رسول یا محدث کو مطلع کر دے تو اس صورت میں وہی ارادہ پیشگوئی کہلاتا ہے" (تحفہ غزنویہ صفحہ ۶) اب اس سے کہاں ثابت ہوا سنئے مولوی صاحب اظہار غیب اور اظہار علی الغیب میں فرق ہے اظہار علی الغیب کے

معنے غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اسکے قبضے میں ہے

یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا

۔ کہ کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کمیت غیب کے دروازے

اسپر کھولے جائیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۶)

باقی غیب کی کسی بات کا ظاہر کر دینا اسکے لئے تو محدث کی بھی شرط نہیں اللہ تعالےٰ ایک معمولی مومن پر بھی کئی غیب کی خبریں ظاہر کر دیتا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ اس میں تقریباً تمام مخلص احمدی صاحب تجربہ میں بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ حجت ملزمہ قائم کرنیکے لئے بعض اوقات بدکاروں اور شریروں پر بھی کسی غیب کا اظہار ہو جاتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نبی ہو گئے۔ نبی اور رسول کے لئے غیب کی خبروں کے بارے میں وہ شرائط ہیں جو اوپر حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۶ سے نقل ہوئے اور یہ شرط کسی محدث میں نہیں پائی جاتی۔ پس حقیقۃ الوحی میں بھی جو یہ لکھا ہے کہ "جس بلا سے اللہ تعالےٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدث کے اطلاع دیتا ہے" ۳۸۹۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ محدث کو نبی کے نام سے پکارا جائے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ محدث بھی اظہار علی الغیب سے مشرف ہے کیونکہ آپنے ۳۸۹ سے آگے صفحہ ۳۹۰ پر اپنی نسبت فرمایا ہے۔

"اگر یہ تمام ذخیرہ خدا کے نشانوں اور پیشگوئیوں کا کسی پہلے اسرائیلی نبی کی کتابوں میں تلاش کیا جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کسی اسرائیلی نبی کے سوانح میں اسکی نظیر نہیں ملیگی"۔

پھر آپ اسی صفحہ پر ارشاد فرماتے ہیں

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ

اسپر ظاہر کیے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہی"

اس عبارت میں آپ نے نبی کی تعریف کر کے محدث اور نبی میں فرق بتادیا ہی اور یہ سمجھادیا ہی کہ مکالمہ مخاطبہ تو کئی اولیاء امت محمدیہ مخصوص ہیں مگر بکثرت امور اظہار علی الغیب کے لئے صرف نبی مخصوص ہی اور اسی کو ثابت ہی کہ آپ اپنے آپکو محدث سے بالاتر سمجھتے ہیں۔ جس کا مزید ثبوت دوسرے ثبوت میں پڑھئے۔

دوسرا ثبوت۔ اسی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر آپ فرماتے ہیں۔

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اسوجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ **کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔**

میں تمام جماعت احمدیہ کی خدمت میں نہایت زور سے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اس حوالہ کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کیونکر مسیح موعود نے اپنے آپکو دوسرے محدثین امت محمدیہ میں سے الگ کر لیا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ بھی انہی معنوں میں نبی اور رسول ہیں۔ جن میں دوسرے اولیاء یا مجددین امت محمدیہ۔ وہ غور فرمالیں کہ حضرت مسیح موعود تو فرمارہے ہیں کہ ایک شرط جو نبوت کے لیے ضروری ہی۔ وہ ان سب میں نہیں پائی جاتی اور مجھ میں پائی جاتی ہے۔ اسلئے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ حضرت نبی کریم کی پیشگوئی بھی یہی تھی کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ اب مسیح موعود تو فرمارہے ہیں۔ کہ

"دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے۔ تو وہ نبی کہلانیکے مستحق ہوجاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقعہ ہوجاتا۔ اسلئے خدا کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تاجیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہوجائے" (صفحہ ۳۹۱)

اور ان کے بعض مریدان رشید ہیں جو کہتے ہیں کہ ایک نہیں بہت سے ایسے اشخاص امت محمدیہ میں گزرے ہیں۔ مسیح موعود تو فرماتے ہیں کہ اگر دوسرے صلحاء امور غیبیہ سے اتنا حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے

مستحق ہو جاتے۔ اور اس صورت میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ پڑتا اور یہ شاگرد اشیخ ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح موعود بھی جزوی اور مجازی نبی تھے اور یہ نبوت دوسرے مجددین اور اولیاء میں بھی پائی جاتی تھی میں مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ بیشک ہمیں مشرک کہیں گدی پرست کہیں۔ غلو کرنے والے کہیں۔ بلکہ جیسا کہ انھوں نے اپنے پمفلٹ میں فرمایا ہے وہ ہمیں نصاریٰ بھی کہیں اور اپنی نماز کی ہر رکعت میں جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے ہیں تو بیشک ہمارا ہی اور حضرت مسیح موعود کے فرزند دلبند گرامی ارجمند اور اپنے مرشد و آقا کے اہلبیت اور دیگر مہاجرین قادیان دارالامان ہی کا تصور کر لیا کریں اور وہ بیشک ہماری ہلاکت کی پیشگوئی کریں اور ہمارے آقا و مطاع حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کو اپنے خسر کے قول کے مطابق پوپ اور اپنے خلیل سردار عجب خان کے عقیدہ کے موافق طالب جاہ اور دنیا پرست ہی قرار دیں۔ اور اپنے اعلان کے مطابق انہیں مسلمانوں کو کافر کہنے والا یعنی کافر اور تقویٰ کی راہوں سے دور یعنی فاسق اور اپنے خلیفۃ المسیح کے لقب میں شریک خواجہ کمال الدین صاحب کے قول کے مطابق یزید کہیں۔ اور اپنی تحریروں میں لکھیں۔ غرض اپنی شمشیر زبان اور خنجر قلم سے جسقدر بھی وار کر سکتے ہیں کریں اور کھلے دل سے کریں بلکہ گالیاں دینے کے لئے اگر ہفتہ میں تین بار پرچہ رکھا ہے تو اب اسے بیشک روزانہ کر دیں۔ مگر خدا کے لئے ہاں اس خدا کے لئے جس نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا۔ جس نے قادیان کو دارالامان بنایا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا خاتم النبیین رحمۃ للعالمین بھیجا۔ اس عبارت کو سوچیں آیا اس سے یہ روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود ان معنوں میں اپنے آپکو رسول اور نبی نہیں مانتے۔ جن معنوں میں دوسرے مجددین و اولیاء امت محمدیہ گزرے ہیں۔ بلکہ آپ انہیں نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں سمجھتے کیونکہ انمیں وہ شرط نہیں پائی جاتی جو نبوت کے لئے ضروری ہے۔ اور ان کے نبی اور رسول ہونے کو آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ انداز سمجھتے ہیں۔ اور صرف اپنے آپ ہی کو "نبی" نام پانے کا مستحق سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح پر اپنے آپکو ان محدثین کی جماعت سے الگ کر کے ان نبیوں کی جماعت میں شامل کر رہے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک آئے۔ ہے کوئی تم میں سے رجل رشید جو اسپر غور کرے۔ دوسرے محدثین کو نبی کہنے والو! اور خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود کو انہی محدثین کے زمرے میں شامل کرنے والو! حضور علیہ السلام کی عبارت کو غور سے پڑھو۔ کیا حقیقۃ الوحی کے یہ فقرات متشابہ ہیں یا مشتبہ ہیں

کیا صاف صاف نہیں فرمایا۔ کہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ عبارت متشابہ ہے تو پھر دنیا میں کوئی صاف عبارت نہیں ہو سکتی۔ ہم سے بار بار پوچھا جاتا تھا کہ اعلان تبدیلی عقیدہ یا منسوخی کتب یا دعویٰ کو غلط طور پر پیش کرنیکا دکھاؤ۔ میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کو تمہارے سامنے معذرت کرنے یا کھلے الفاظ میں معافی مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ تو خدا کے حکم کے تابع تھا۔ جب تک اسے علم نہ ہوا وہی کہا جو اوائل میں کہا اور جب اسے خدا کی طرف سے علم ہوا۔ تو آپ نے اسکے مخالف کہا آپ انسان تھے آپکو عالم الغیب ہونیکا دعویٰ نہیں تھا بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے دیکھو کیسی صاف بات ہے پہلے اپنے آپکو محدثین کی جماعت کا ایک فرد سمجھتے تھے۔ پھر بذریعہ ایک غلطی کے ازالہ کے فرمادیا کہ ایسے شخص کو جس پر بکثرت اظہار غیب ہو صرف محدث نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب کے نہیں۔ پھر اس سے بھی بڑھکر حقیقۃ الوحی کی یہ عبارت ہے جس میں اعلان فرمادیا کہ ان محدثین میں وہ شرط نہیں پائی جاتی جو نبوت کے لئے ضروری ہے اور مجھ میں وہ شرط موجود ہے پس وہ نبی کہلانے کے مستحق نہیں اور میں ہوں اب اس سے زیادہ تبدیلی عقیدہ کا کیا اعلان ہو سکتا ہے۔ کیا آپکا یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود آپ لوگوں کی خدمت میں ایک عرضداشت لکھتا کہ مینے جو یہ لکھا تھا کہ نبوت کو براہ راست پانا بھی نبی کہلانے کے لئے شرط ہے تو میں اس میں بھول گیا معاف فرمایا جائے۔ تب آپ میں سے کوئی بحیثیت سکرٹری اسے انجمن کے ایجنڈے پر چڑھاتا۔ اور انجمن کے کسی اجلاس میں باقاعدہ منظوری ہوتی تب یہ نسخ باقاعدہ منظور ہوتا۔ بندگان خدا عقل سے کام لو۔ تقوٰی سے کام لو سیدھی بات ہے پہلے آپ نے نبی کی تعریف یہ سمجھی کہ اس میں براہ راست نبوت کا پانا ضروری ہے یا شریعت کا لانا۔ پھر جب بار بار آپ نے اپنے الہامات میں نبی اور رسول کا لفظ پایا۔ اور آیات قرآنیہ پر غور فرمایا۔ تو اللہ نے جو سمجھایا۔ اس پر آپ قائم ہو گئے اور نبوت کے لئے صرف بکثرت مکالمہ مخاطبہ اور بکثرت اظہار غیب اور نبی کا خطاب ہی شرط سمجھی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے اپنے آپکو کبھی محدث نہیں لکھا۔ کبھی جزئی نبی[ع۱] نہیں کہا۔ اور کبھی نبی کی تعریف یہ نہیں کی۔ کہ اس میں براہ راست نبوت پانا شرط ہے اور یہی ثبوت ہے اس بات کا کہ نبوت کی تعریف کے بارے میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی فرمائی تھی۔ اسکی تفصیل تیسرے ثبوت میں آتی ہے

تیسرا ثبوت یہ کہ آپ نے نبوت کی جو تعریف کی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے اور دوسرے محدثین پر وہ صادق نہیں آتی جیسا کہ آپ نے لکھدیا کہ ان محدثین میں وہ شرط نہیں پائی جاتی۔ اور

نوٹ ع۱۔ اپنے تئیں مجازی نبی کہا۔ حقیقی (شریعت لانے یا براہ راست نبوت پانے کے) مقابل ہیں اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کہا علاوہ مندرجہ بالا اپنے آپ کو محدث سمجھ کر۔

اپنے بارے میں لکھا ہے کہ یہ شرط میرے میں موجود ہے اور نبی کی تعریف یہ کی ہے

۱۔ "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵-۲۶)

۲۔ "نبی اسکو کہتے ہیں۔ جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔ مگر ہماری مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰)

۳۔ جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ (الوصیت صفحہ ۱۲ سنہ ۱۹۰۵ء)

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ تعریف حضرت مسیح موعود پر صادق آتی ہے یا نہیں جب صادق آتی ہے تو آپ نبی ہیں۔ اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ دوسرے محدثین امت محمدیہ پر یہ تعریف صادق نہیں آتی۔ پس وہ نبی نہیں ہیں۔ اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ پہلے جو نبی کی تعریف سمجھتے تھے۔ اسکے اعتبار سے اپنے آپکو صرف جزئی نبی یا ناقص طور پر نبی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ دوسرے محدثین بھی ہیں۔ مگر اب جو تعریف سمجھی ہے اسکے رُو سے آپ ویسے ہی نبی ہیں۔ جیسے انبیاء سابقین علیہم السلام اور یہی تعریفیں اس بات کو ثابت کرنیکے لئے کافی ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد نبی کی تعریف کے بارے میں آپنے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا۔ اور اسی بنا پر آپنے مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھکر ہونے کا دعویٰ کیا۔

چوتھا ثبوت۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ جو امر فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ اسے جزوی فضیلت قرار دیتے اور اسکی وجہ یہ فرماتے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے آپکو مسیح موعود مستقل نبی سے تمام شان میں بڑھکر پیش کیا۔ چنانچہ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹

"اوائل[۱] میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔

---

[۱] یہ امر حقیقۃ النبوۃ میں بوضاحت ثابت کیا جا چکا ہے کہ لفظ اوائل میں تریاق القلوب سنہ ۱۹۰۲ء تک کا بھی زمانہ شامل ہے ۱۲

توہیں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"

اس عبارت کے پڑھنے سے صاف ظاہر ہے کہ آپ باوجود فضیلت کے الہام کے مسیح بن مریم سے کلی فضیلت کا دعویٰ اسلئے نہ کرتے تھے کہ وہ نبی ہے اور میں نبی نہیں۔ صرف جزئی فضیلت کا دعویٰ کرتے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے (دیکھو تریاق القلوب ص۱۵۷)

"اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"

مگر جب آپ پر واضح ہو گیا کہ آپ ویسے ہی نبی ہیں جیسے انبیائے سابقین اور نبی ہونے کے لئے براہ راست نبوت پانا شرطاً نہیں تو پھر آپ نے اس عقیدہ کو بدل دیا۔ یہ بھی ایک بڑا بھاری ثبوت ہے اس بات کا کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد آپ نے **نبی کی تعریف** کے بارے میں جو عقیدہ رکھتے تھے اس میں تغیر کر لیا تھا۔

پانچواں ثبوت۔ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے لئے جزئی یا ناقص نبی کا استعمال نہیں فرمایا۔ اور نہ اپنے آپکو صرف محدث کہا۔ پس ان الفاظ کو چھوڑ دینا باوجود اسکے کہ تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے اپنا دعویٰ بدستور رکھا۔ صاف ثابت کرتا ہے کہ آپ نے نبی کی تعریف کے بارے میں اپنے عقیدہ میں تغیر کر لیا تھا۔ اور دوسرے محدثین کو ان تعریف کا مصداق نہیں سمجھتے تھے۔ جبھی تو انہیں جزئی یا ناقص نبی فرماتے تھے مگر اپنے آپکو کبھی ایسا نہ فرمایا۔ یہ سوال کہ پہلے آپ پر یہ نبی کی تعریف کیوں نہ کھل گئی اور کیوں معلوم نہ ہو گیا کہ براہ راست نبوت پانا نبی ہونے میں شرط نہیں ایسا ہی ہے جیسے یہ کہیں کہ ۔

۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں تمام مجددین تمام اولیاء امت محمدیہ پر اور خود حضرت مسیح موعود پر بارہ برس تک یہ بات نہ کھل گئی کہ حضرت مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں۔ اور یہ امر تیس آیات قرآنی سے ثابت ہے اور یہ ایسی کھلی کھلی بات ہے کہ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس پر سب سے پہلا اجماع کیا وہ یہی ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو گئے۔ مگر ایسی کھلی کھلی بات کی طرف کسی کی توجہ نہ ہوئی اور کسی نے اسپر زور نہ دیا۔ حالانکہ غیر محسوس طریق پر بعض نے مسیح ناصری کی وفات

کا اقرار بھی کیا۔ اسی طرح نبی کی تعریف یہودیوں نے بھی یہی کی کہ النبی انسان بعثہ اللہ لاصلاح الخلق مگر ساتھ یہ بھی خیال کرتے رہے کہ یہ نبوت براہ راست ملتی ہے خاتم النبیین کے فیض سے نبی کامل نہیں بن سکتا۔ اسی طرح حضرت اقدس کا مسیح موعود ہونا قرآن مجید کی آیات متعددہ و احادیث صحیحہ و اقوال ائمہ و الہامات کثیرہ سے ثابت ہے اور ہم اسکا ثبوت اب پیش کرتے ہیں اور خود حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں کھلے کھلے طور پر مسیح موعود کا ذکر ہے (دیکھو حقیقۃ الوحی کا تتمہ صفحہ ۶۵) مگر پھر بھی یہ امر (باوجود اس صراحت کے اور باوجود آپکو بڑی شدومد سے بذریعہ وحی الٰہی مسیح موعود ٹھہرایا جانیکے) آپ پر بارہ برس تک نہ کھلا نہ دوسرے کر بڑے بڑے فضلاء پر۔ پھر اسکی ایک اور مثال بھی تفضیلات کا مسئلہ ہے کہ مسیح موعود لکھتے ہیں۔

”جبکہ خدا نے اور اسکے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اسکے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

مگر ایک مدت تک آپ باوجود خدا اور اسکے رسول کے فرمانے اور تمام نبیوں کے اتفاق کے اسے صرف جزوی فضیلت پر محمول کرتے رہے بلکہ ھو افضل من بعض الانبیاء کی بھی تاویل ہی کردی اور حدیث میں جو نبی اللہ آیا ہے اسے بھی فرمادیا کہ یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ لیکن جب وقت آگیا کہ اس امر کا انکشاف ہو جائے اور لوگوں کے طبائع میں اتنی برداشت ہو گئی کہ وہ آپکے دعوے کو برداشت کر سکیں تو پھر صاف صاف نبوت کا دعویٰ پیش کر دیا گیا۔ کیونکہ اب وہ وقت نہیں رہا تھا جس کے بارے میں سراج منیر صفحہ ۴ پر آپ نے فرمایا تھا۔

”میرے پاس خدا کے فضل سے اس سے بھی بڑھکر باتیں ہیں مگر تم انکی برداشت نہیں کر سکتے“ (سراج منیر صفحہ ۴)

چنانچہ اسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ:۔

”نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

اور یہ اس سوال کا جواب ہے کہ :-

"اگرچہ یہ سچ ہو کہ صحیح بخاری و مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اسکا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا"

دیکھو یہاں سائل کا یہ مطلب ہے کہ آنے والا تو نبی اللہ ہے اور امتی تو نبی نہیں ہوسکتا۔ اسپر آپ فرماتے ہیں کیوں نہیں ہوسکتا نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی وہ معنے تو ایک امتی میں پائے جاسکتے ہیں گویا دوسرے لفظوں میں اس بات کا اقرار ہے کہ نبی اور رسول کا لفظ جو میرے الہامات میں ہے وہ حقیقی معنوں پر محمول ہی کیونکہ جب آپ اپنے کو حقیقی معنوں کے رُو سے نبی بنا رہے ہیں تو اسکے یہی معنے ہیں کہ میں فی الواقع نبی ہوں۔ اور الہامات میں جو مجھے نبی یا رسول سے مخاطب کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی تاویل نہیں ہونی چاہئے۔

چھٹا ثبوت۔ چنانچہ یہی وجہ ہے اور یہی حوالہ مندرجہ بالا بڑا بھاری ثبوت ہے اس بات کا کہ آپ ازالہ اوہام میں تو لکھتے تھے کہ رسول اور امتی کا مفہوم متبائن ہے (صفحہ ۵۷۵) اور یہاں فرما رہے ہیں کہ رسول کے لئے ضروری نہیں کہ وہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہو۔ ازالہ اوہام میں تو فرماتے ہیں کہ کوئی رسول دنیا میں مطیع اور محکوم ہوکر نہیں آتا۔ اور صرف اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے (صفحہ ۵۷۶) مگر یہاں فرماتے ہیں کہ رسول ہونے کے لئے صرف وحی سے خبر پانا شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہونا ضروری ہے نہ کہ صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہونا کیا یہ دونوں حوالے یہ نہیں ظاہر کرتے کہ نبوت کی تعریف کے متعلق آپنے اپنے عقیدہ کو بدل دیا تھا اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد امتی ہونے کو آپ رسالت کے منافی ہرگز نہیں سمجھتے تھے۔ اور نہ رسالت و نبوت کو اس سے ناقص جانتے تھے۔ چنانچہ جہاں آپنے امتی کا لفظ اپنے لئے لکھا ساتھ ہی تشریح فرمائی کہ یہ صرف اسلئے ہے تا ظاہر ہو کہ ہر کمال مینے آنحضرت کی وساطت سے پایا دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ

"میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلعم کی اتباع اور آپکے ذریعہ سے ملا ہے۔"

ایسا ہی تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں :-

"کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک کہ اسکو اُمتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے نہ براہ راست۔"

(صفحہ ۹ حاشیہ)

دیکھو اس میں آپنے کھولکر بتا دیا ہے کہ اب آپ کے مذہب میں اُمتی ہونا رسالت کے مفہوم سے متبائن نہیں اور نہ اُمتی ہونے سے نبوت ناقص ہو جاتی ہے بلکہ اس سے تو شان اور بھی بڑھتی ہے ایسا ہی فرمایا۔

"شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا بغیر شریعت کے آسکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔" (صفحہ ۶)

جس سے ثابت ہے کہ خاتم النبیین کے بعد بھی بغیر شریعت کے رسول اور نبی آسکتا ہے اور وہ اُمتی ہونا چاہیئے۔ یہ حوالے آپکے مذہب کو واضح کر رہے ہیں اور نبی کی تعریف کے بارے میں جو تبدیلی آپنے اپنے خیالات میں فرمائی اسکو بتا رہے ہیں۔ اور یہ دکھا رہے ہیں کہ اُمتی ہونے سے نبوت میں کوئی نقص نہیں ہوتا جبھی تو پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی کے اس اعتراض کا جواب کہ اگر کوئی اس آیت کو الہام سنکے سے رسول کہلانے کا مستحق بنے تو پھر الہی معنوں کے مطابق رسول ہوگا جو معنے خدا تعالےٰ نے اپنی کتاب میں مراد لئے ہیں۔ آپنے نفی میں نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک از قبیل اضغاث احلام اور حدیث النفس نہیں ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا ہے۔ اگر اس وحی کے ساتھ معجزات اور پیشگوئیاں نہیں تو اسجگہ گذشتہ نبیوں کی نسبت بہت زیادہ معجزات اور پیشگوئیاں موجود ہیں۔ (نزول المسیح صفحہ ۴۲) الغرض وحی نبوت کے لئے جس قدر بھی نشانات ہو سکتے ہیں۔ وہ آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ امر میرے دعوے کی قوی دلیل ہے۔

ساتواں ثبوت یہ ہے کہ آپنے ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴ میں تحریر فرمایا کہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسکو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اسوقت ٹوٹ جائیگی اور پھر ۷۶۱ پر فرمایا کہ باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

اسکا جواب تو یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اول دیکھنا چاہیئے کہ یہ تمام عبارت مسیح ابن مریم کے بنفسہ واپس آنے کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اور اسی نبوت کو ذہن میں رکھکر آپ فرما رہے ہیں۔ جو کچھ فرمارہے

(۱) خوب غور کرکے دیکھو جہاں کہیں بھی حضرت اقدس نے خاتم النبیین کے بعد نیا یا پرانا رسول آنے سے انکار کیا ہے وہ اس خیال کا رد ہے کہ وہ مسیح ابن مریم رسول اللہ بنفسہٖ واپس نہیں آسکتا اور اسی واسطے فرمایا کہ صاحب نبوت تامہ نبی ہو سکتا کیونکہ جو شریعت جدید لاوے یا براہ راست نبوت پاوے وہ بیشک امتی نہیں ہو سکتا۔ ہمارے دوستوں کو یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے ۱۲

ہیں جیسا کہ ۲۴۰ کی محولہ عبارت کے ساتھ ہی لکھا ہے اگر مجھ کو مسیح بن مریم نبوت تامہ سے معزول کرکے بھیجا جائیگا" اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اس نبوت کو جس کے ساتھ شریعت جدیدہ ہو یا جو براہ راست ہو۔ نبوت تامہ فرماتے ہیں۔ اور ایسے ہی رسول کی تعریف حسب تصریح قرآن مجیدیہ کی ہے کہ جس نے احکام و عقائد دین جبریل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں چنانچہ ۱۹۰۱ء سے پہلے پہلے جہاں نبوت یا رسالت نبی یا رسول آیا ہے اسکے معنی کرنے کے لئے آپ نے ہمیں ایک اصل غلطی کا ازالہ میں بتادیا ہے۔ کہ جس جس جگہ مینے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے وہاں مراد شریعت جدیدہ یا مستقل یعنی براہ راست نبی ہونا ہے۔ پس جہاں کہیں بھی یہ لفظ آپکے کلام میں ۱۹۰۱ء سے پہلے آئیگا۔ ہم یہی مراد لینگے۔ ایسا ہی توضیح مرام سے ظاہر ہے کہ آپ نبوت تامہ کاملہ سے مراد وحی شریعت والی نبوت لیتے ہیں چنانچہ آپنے صفحہ ۱۹ پر فرمایا ہے۔ بل الحدیث یدل علیٰ ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیہا الا المبشرات فہی باقیۃ الیٰ یوم القیٰمۃ لا انقطاع لہا ابداً۔ یعنی حدیث دلالت کرتی ہے کہ نبوت کاملہ تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی ہے وہ منقطع ہوگئی۔ البتہ مبشرات قیامت تک باقی ہیں۔ پس جس وحی نبوت پر مہر لگ چکی ہے۔ اسکی تفصیل بھی آپنے خود ہی فرمادی ہے۔ یعنی یہ کہ وہ براہ راست بغیر اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہو یا وہ جدید شریعت کا حاملہ ہو۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اسپر مہر لگ چکی ہے۔ اور اب ایسا رسول قیامت تک نہیں آسکتا۔ جس نے احکام و عقائد دین محض جبریل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں اور وہ نبوت تامہ کاملہ رکھتا ہو یعنے وحی شریعت والی نبوت مگر مبشرات تو باقی ہیں۔ اور وحی نبوت میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دو ہی چیزیں[1] ہوتی ہیں۔ ایک شریعت و احکام دین۔ دوم رسول اور اسکے متبعین کے لئے مبشرات جو معاندین کے لئے منذرات ہوتے ہیں اور حضرت اقدس نے شہادۃ القرآن میں بصراحت تام لکھدیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے نبی بھی ہوئے ہیں۔ جنکا کام صرف

---

[1] حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے معنے حضرت اقدس نے کئے ہیں لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات یعنی نبوت کی کئی قسمیں ہیں۔ حامل وحی شریعت اور ایک بغیر شریعت کے براہ راست اور بغیر شریعت کے بوساطت فیض اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس فرمایا شریعت والی تو ختم ہوگئی بے شریعت کے رہ گئی اسپر یہ کہنا کہ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرنا ہے ۱۲

صرف توریت کے احکام کی تعمیل کرانا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے × × × اور بائبل شہادت دے رہی ہے اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے صرف توریت کے خادم تھے" (شہادۃ القرآن ص ۴۶)

اور

"اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب انکے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ × × × × × پھر انکو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں" (صفحہ ۴۴)

پس جس پر کثرت سے مبشرات نازل ہوں یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اسے نبی نہ کہیں جبکہ انبیاء بنی اسرائیل کو اسی وجہ سے ہم نبی کہتے اور مانتے ہیں۔ دیکھو ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۵ "منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے ہے" اور چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اسنے نبوت رکھا ہے" اور چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰۔ "نبی اسکو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں (اب مولوی محمد علی صاحب قائل ہیں) لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے"

اب اگر کہو کہ حضرت اقدس نے انکا نام محدث اور جزئی نبی رکھا ہے تو میں کہتا ہوں یہی تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اپنا نام آپنے پہلے محدث رکھا یا جزئی[۱]نبی تو ۱۹۰۱ء کے بعد نبی[۲] رکھا۔ اور اسی واسطے مینے عبارات ازالہ سے نام کو نقل کیا تھا تا آپ پر منکشف ہو کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نے نبی کی تعریف کے بارے میں اپنے عقیدہ کو بدل دیا تھا۔ اگر اسوقت آپ اپنے کو محدث

[۱] یہ بھی یاد رہے کہ یہ جزوی کا لفظ اس کاملہ تامہ کے مقابل ہے جس میں آپنے شریعت کی شرط رکھی ہے

[۲] جزئی یا ناقص کو چھوڑ کر نبی کہنا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ آپ اپنے آپکو کامل نبی سمجھتے تھے لفظ کامل ساتھ ملانیکی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ لفظ وضع ہی کامل کے لئے ہے ہم اگلے انبیاء میں کسی کا نام لیکر (مثلاً حضرت ابراہیم یا حضرت یونس یا حضرت عیسے) کہتے ہیں کہ وہ نبی تھے تو کیا جبتک یہ نہ کہا جائیگا کہ وہ کامل نبی تھے یہ ثابت ہوگا کہ وہ ناقص نبی تھے ؟ فتدبر ۱۲

یا من وجہ نبی یا شعبہ قویہ نبوت رکھنے والا (بوجہ اس خیال کے کہ نبی بننے کے لئے شریعت جدیدہ یا براہ راست نبوت پانا شرط ہے) کہتے تھے تو بعد میں آپ نے اس عقیدہ کو بدل لیا۔ اور صرف بکثرت مکالمات مخاطبات واظہار علی الغیب کو نبی ہونے کے لئے کافی سمجھنے لگے۔ اگر کہو کہ پھر دوسرے محدثوں کو بھی نبی کہو تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت اقدس نے خود فرمادیا ہے کہ ان میں وہ شرط نہیں پائی جاتی۔ جو نبوت کے لئے ضروری ہے یعنی کثرت جس کا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی لگا سکتا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ تم ابھی کہہ چکے ہو کہ مبشرات کا نام نبوت ہے اور توضیح مرام سے دکھا چکے ہو کہ اسکا سلسلہ قیامت تک جاری ہے تو میں کہتا ہوں کہ مطلق مبشرات کا نام نبوت نہیں۔ بلکہ نبوت کا مفہوم تو تبھی صادق آئیگا۔ جب وہ اس حد تک پہنچ جائے جہاں تک پہنچنا نبوت کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ چشمہ معرفت میں حضور انور نے فرمایا ہے۔ "اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنے اس قدر کہ اسکے زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو (صفحہ ۱۸۰) اور مبشرات کا سلسلہ بیشک قیامت تک جاری ہے اس سے سب کا نبی ہونا لازم نہیں آتا حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰

اور صفحہ ۲۸ پر فرمایا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت کی وجہ سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔"

پس مبشرات کا سلسلہ تو ہے اور جیسا کہ آپ نے توضیح مرام میں لکھا ہے ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ مفتوحۃ ابدًا ولیس فی ھذہ النوع الا المبشرات والمنذرات من الامور المغیبیۃ او اللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ۔ جزئی نبوت کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نبوت جزئی میں مبشرات اور منذرات اور امور غیبیہ اور لطائف قرآنیہ اور علوم لدنیہ ہی ہیں مگر جیسا کہ میں حوالے اوپر نقل کر آیا ہوں۔ جس مبارک وجود پر بکثرت ان کا اظہار ہوگا کہ زمانہ میں اسکی نظیر نہ پائی جاسکے۔ وہ نبی کہلائیگا۔ یعنی یوں تو ہزارہا اولیاء ہونگے

مگر ایک وہ بھی ہونا چاہیئے جو اسی امت میں سے ہونیکی وجہ سے اُمتی مگر نبی بھی ہوگا۔ اگر یہ نبی بھی تھا ان معنوں میں جو مولوی محمد علی صاحب کے ذہن میں ہیں یعنے ناقص نہ ان معنوں میں جو کاملہ تامہ کے مقابل جزوی کے معنے ہو سکتے ہیں۔ تو آپ یہ نہ فرماتے کہ ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا۔ کیونکہ جزئی اور ناقص طور پر نبی یا محدث تو ہزارہا ہوئے۔ اسی نکتہ کے نہ سمجھنے کی وجہ سے آپ بار بار ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ عبارت پیش کرو جس میں حضرت مسیح موعود نے یہ لکھا ہو کہ میری نبوت جزئی نہیں یا مجھے نبوت کاملہ دی گئی حالانکہ ہم حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا حوالہ دے چکے ہیں۔ جس میں آپ نے تمام ان لوگوں سے جنکو نبوت جزئی دی گئی اپنے آپکو الگ کر لیا ہو اور فرمادیا کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور چند حوالے اوپر بھی دیئے جاچکے ہیں۔ پھر حضرت اقدس کا بار بار یہ کہنا کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں (مکتوب آخری) اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ آپ نے دعویٰ کیا کہ مجھے نبوت کاملہ[1] دی گئی۔ کیونکہ جو کہے میں نبی ہوں۔ اس سے یہی مراد ہے کہ وہ کامل نبی ہے۔ اگر کوئی یہ نہ مانے اور کہے کہ ضرور کامل کا لفظ ہونا چاہیئے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ جب تک محمد کامل رسول اللہ نہ کہا جائے۔ کیا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ناقص سمجھی جائیگی۔ اور اسی نکتہ کے نہ سمجھنے سے آپ ایک غلطی کے ازالہ کا حاشیہ (یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پالے گی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے) اپنی تائید میں پیش کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہاں ایسی نبوت و رسالت کا ذکر ہے جو سب امت کو مل سکتی ہے۔ پس ایک فرد نبی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ساری امت کے لئے کسی دروازے کے کھلے ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سب نبی ہوں۔ کیونکہ یہ تو آپ بھی نہیں مانتے۔ کہ امت محمدیہ کے تمام افراد جزوی نبی یا محدث ہیں۔ پس جس قاعدے سے ان سب میں سے چند وجود خاص ہیں۔ اسی قاعدے سے ان چند میں سے ایک وجود غیر ناقص نبوت[2] کے لئے مختص ہوگا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ حضرت اقدس نے آیت انعمت علیهم سے یہ استدلال کیا ہے اور منعم علیہم گروہ میں نبی رسول صدیق۔ شہداء۔ صالحین شامل ہیں۔ پس یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے

---

[1] یہ بھی یاد رہے کہ نبوت کاملہ کے معنے توضیح مرام میں وحی شریعت کے حامل نبوت کے فرمائے ہیں۔ پس نظر بریں تشریح میں کہتا ہوں آپ صاحب شریعت نبی نہیں تھے جو آپ دعویٰ فرماتے مجھے نبوت کاملہ دی گئی ۱۲

[2] میں منعم علیہ گروہ سے فرد اکمل کہا گیا ہوں (خطبہ الہامیہ) حضرت اقدس کا یہ ارشاد قابل غور ہے منعم علیہم کا فرد اکمل ہی نبی ہوگا

بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے (حاشیہ صفحہ ۱۲ غلطی کا ازالہ) مگر فیض بقدر استعداد فطری ہی ہوگا۔ پس بعض امت محمدیہ میں سے صدیق بعض صالحین بعض شہداء اور بعض جزوی نبی اور ایک نبی بھی۔ کیونکہ نبی تو وہی ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے کوئی پردہ مغائرت کا باقی نہ رہے اور ایسا گم ہو۔ کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو (صفحہ ۴ ایک غلطی کا ازالہ)

اور ایسا شخص حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ ابتک ایک ہی ہوا۔ پس یہ اعتراض ہے تو حضرت اقدس پر ہے نہ کہ ہم پر وہی فرماتے ہیں کہ اگر ایسا شخص ایک نہ ہوتا تو نبی کریم کی پیشگوئی میں رخنہ پڑتا اور یہ جو پیش کیا جاتا ہے کہ فلاں والذی خلق السمآء لا جلہ۔ لہ مثلنا ولد الی یوم یحشر۔ تو اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح موعود ہی صرف ایک نبی امت محمدیہ میں نہیں ہو سکتے بلکہ بہت سے ہونے چاہئیں کیونکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ انعمت علیہم کے گروہ کی کوئی بھی نعمت اب بجز وساطت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتی۔ پس جسقدر بھی صدیق۔ محدث۔ جزوی نبی۔ شہداء۔ صالحین اور اولیاء امت محمدیہ میں ہونگے آپ ہی کے روحانی بیٹے ہونگے اور اس طرح پر بیٹا ہونے کی حیثیت میں مسیح موعود انکے ساتھ شامل ہیں۔ مگر جیسا حضرت مرزا صاحب کے لہ مثلنا ولد کہنے سے یہ لازم نہیں آیا کہ دوسرے مجددین بھی مسیح موعود ہوں اسی طرح یہ بھی لازم نہیں آسکتا کہ دوسرے بھی نبی ہوں۔ دیکھو بادشاہ کے کئی بیٹے ہیں مگر ولیعہد تو ایک ہی ہوگا۔ اب ایک کے ولیعہد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے بیٹے نہیں رہے اور نہ یہ لازم آئیگا کہ ولیعہد ہو جانیکی وجہ سے وہ دوسروں کی طرح بیٹا نہیں رہا۔ اور اب وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری مثل اور بھی بادشاہ کے بیٹے ہیں کیونکہ باوجود ولیعہد ہونے کے بیٹا ہونے

ا؎ دیکھو تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۲ "حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو بر عایت ختم نبوت بھیجا جائے اور انکا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جائے × × × پھر آخری یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائیگا اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ کمالات محمدیہ سے جتنا جتنا کسی کو انعام ملا اسی کے مطابق انعام پایا حتیٰ کہ بعض نے یہ بھی کہا کہ میں محمد یا احمد ہوں مگر تمام شرائط کے ساتھ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ ایک ہی وجود ہوا کیونکہ اگر کسی دوسرے میں بھی محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہوتا تو وہ بھی نبی کے نام سے پکارا جاتا مگر واقعات بتلاتے ہیں اور حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ اور کوئی ایسا نہیں ہوا" اسلئے بموجب آیت وآخرین منہم ایک ہی بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا" (ایک غلطی کا ازالہ)

میں تو دوسرے بیٹوں کی مانند ہے پھر دیکھو نبی کریم صلعم نے فرمایا انما انا بشر مثلکم تو کیا صرف اسلئے کہ نبی کریم نے فرمادیا۔ کہ میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں۔ دوسروں کا نبی ہونا بھی ضروری ہو گیا۔ اگر یہ غلط ہے تو پھر یہ بھی غلط ہے کہ لہ مثلنا ولد کہنے سے دوسرے اولیاء امت محمدیہ کا بھی نبی ہونا لازم آگیا۔

بات دور چلی گئی۔ میں ثبوت یہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ مسیح موعود نے پہلے رسول ہونے کے لئے ایک شرط رکھی اور وہ شرط اپنے اندر نہ پاکر اپنے آپکو محدث ہی کہا۔ اور اسی بات کو مدنظر رکھکر کہ اب نبوت تو ہو نہیں سکتی یہ فرمایا کہ وحی نبوت پر مہر لگ چکی اور نزول جبرئیل بھی بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود فرمایا مگر جب آپ پر یہ امر کھل گیا۔ تو پھر وحی نبوت کا دعویٰ بھی کیا۔ اور نزول جبریل کو بھی تسلیم کیا۔ اور یہ بھی فرمادیا۔ کہ میری وحی میں احکام دین ہیں۔ ان سب باتوں کے ثبوت میں دیتا ہوں۔

اول نزول جبریل ۔ وقالوا ان لک ھٰذا قل ھو اللہ عجیب جاء نی ائیل واختار وادار اصبعہ واشار (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳) حاشیہ پر ہے کہ اسجگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے۔ کہ بار بار رجوع کرتا ہے اگر کہو کہ یہ صرف ایکبار جبریل کے آنیکا ثبوت ہے تو میں کہتا ہوں کہ ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷ میں فرمایا۔ کہ صرف ایکبار بھی جبریل کے آنے سے وحی رسالت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے اور اصل بات یہ ہے کہ یہاں مراد شریعت کی وحی ہے یا وہ وحی جو بغیر وساطت نبی کریم آئے۔ (زیادہ تفصیل دیکھو چند حل طلب امور کے جواب میں)

دوم وحی نبوت کا دعویٰ ۔ سو دیکھو اربعین کو اس میں آپنے آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل اپنے صدق دعویٰ کی دلیل پیش کی ہے اور اخیر میں ضمیمہ اربعین ۳ و ۴ صفحہ ۱۱ پر فرماتے ہیں۔

"تو پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے انکا دعویٰ ثابت کرنا چاہیئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ انکی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔ جس کی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے۔"

اس حوالہ میں دیکھو اپنے صدق دعوے کا تمام دارومدار اس آیت پر رکھا ہے اور فرمایا کہ ہماری تمام گفتگو

وحی نبوت ہیں ہی اب بتاؤ اگر حضرت اقدس پر وحی نبوت نازل نہیں ہوتی تھی تو پھر تمام اربعین اور اس کے دلائل اکارت گئے۔ یہ زبردست ثبوت اس بات کا کہ آپ اپنی وحی کو وحی نبوت فرماتے ہیں اور اربعین ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کی چھپی ہوئی ہے اسی لئے آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں اس شخص کے بارے میں لکھا ہے کہ ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوی اور دلایل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہُوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہکر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ کیونکہ اربعین[1] میں آپنے وحی نبوت کا دعوی فرما دیا تھا۔ جس سے صریح واضح ہے کہ اب آپ نبوت کے لئے براہِ راست یا شریعت کی شرط غیر منفک اور لازمی نہیں سمجھتے تھے دوم۔ کتابوں کے بغور مطالعہ کے ساتھ صحبت میں معقول مدت تک رہنے کی شرط لگائی ہے مولوی محمد علی صاحب نے اسپر بہت ہنسی اڑائی ہے کہ اگر ایک غلطی کا ازالہ اپنا عقیدہ بدلنے کا اعلان تھا تو اس میں بجائے اس شخص کو ڈانٹنے کے یوں فرمانا چاہیئے تھا کہ جو کچھ ہمنے آجتک اپنی کتابوں میں اپنا دعوی نبوت کے متعلق لکھا وہ محض ایک اجتہاد تھا۔ جس میں ہم سے غلطی ہوتی رہی۔ اب آئندہ کے لئے ہمارا دعوی یہ ہے × × اور اس اعلان سے پہلی کتابیں دعوی نبوت کے متعلق منسوخ ہو گئیں (صفحہ ۱۰ تمہید) مگر افسوس ہنسی اڑانے والے ہمیشہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو غور سے کسی بات کو نہیں سنتے اور تحریر کو نہیں پڑھتے۔ اول تو کتابوں کے مطالعہ کے ساتھ صحبت کی شرط لگی ہوئی ہے۔ دوم۔ اربعین پہلے ایک کتاب موجود ہے۔ سوم اسی غلطی کے ازالہ میں آپنے اپنی کتابوں کے چند ایسے فقرات کے معنے صاف صاف کر دیئے ہیں جو صحبت میں رہنے والے اس اشتہار کے اعلان سے بہت پہلے ہی سمجھ چکے تھے۔ جبھی تو مولانا عبد الکریم رضؓ نے خطبوں میں اسپر زور دینا شروع کر دیا تھا۔ اور پھر جن عبارتوں سے یہ واضح ہوتا تھا۔ کہ آپنے دعوے نبوت سے انکار کیا۔ ان کے معنے آپنے کر کے دکھائے مثلاً فرمایا کہ جس جس جگہ میننے نبوت و رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ محدث کے لئے بتایا۔ کہ وہ لفظ اپنے لئے استعمال تو کرتا رہا۔ مگر اس میں اظہار غیب کے معنے نہیں اور مجھ پر بکثرت اظہار غیب ہوتا ہے اسلئے یہ لفظ میرے مرتبہ کے اظہار کے لئے کافی نہیں۔ اور یہ جو خاتم النبیین و لانبی بعدی کے معنے صرف حضرت مسیح بن مریم کی

---

[1] ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء میں شایع ہُوا۔

(براہ راست) رسالت کو مدنظر رکھکر فرمایا کرتے تھے۔ اسکے لئے کہا کہ اسکا یہ مطلب نہیں کہ اب آنحضرت صلعم کے فیض اتباع سے بھی کوئی رسول نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس واسطہ کو ملحوظ رکھکر اور اس میں ہو کر اور اسکے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ اور اس طرح پر خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہتی ہے اور من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب کے معنے صرف اسقدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں یہ نہ سمجھنا کہ رسول بھی نہیں۔ غرض آپنے بتادیا کہ میری پچھلی کتابیں اور ان کے دلائل بالکل منسوخ نہیں ہیں۔ کیونکہ تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے میرا دعوٰی ایک ہی ہے صرف چند الفاظ و عبارات کے معانی دریافت کرنے کے لئے آپ نے قواعد بتادئے اور اس طرح پر جو کچھ پہلے لکھا تھا وہ بھی بالکل ٹھیک رہا۔ اور کسی عدو اللہ کو یہ کہنے یا ہنسی اڑانے کا موقعہ نہ رہا۔ کہ خدا نے اچھا نبی بنایا جس کو اپنی نبوت کا ہی پتہ نہیں لگتا۔

سوم احکام دین۔ سو اسکے لئے بھی یہ اربعین پڑھ لیجئے صفحہ ۶

"ماسوا اسکے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف (مولوی احمد علی صاحب بھی) ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی"

اور اسی بنا پر آپنے فرمایا۔ کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا۔ اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا ہے اگر کسی نبی کی تعلیم یا وحی اور بیعت کو مدار نجات ٹھہرایا ہے تو اسکا نام پیش کرو۔ اور اگر کسی اور محدث یا مجدد نے یہ کہا ہے کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں تو اسکا نام لو۔

آٹھواں ثبوت۔ پہلے آپنے ازالہ اوہام میں فرمایا صفحہ ۴۲۱ "نبوت کا دعوٰی نہیں بلکہ محدثیت کا دعوٰی ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے" اور توضیح مرام میں فرمایا صفحہ ۱۷ "آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولی نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔"

۱؎ ۲۴ مئی کے بدر کی ڈائری کا بھی یہی جواب ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے ہم نے ان معنوں میں کوئی دعوٰی رسالت نہیں کیا جیسا کہ ملاں لوگوں کو بھڑکاتے ہیں۔ ملاں لوگوں کو بھی کہتے تھے یہ نیا دین نیا کلمہ لایا ہی اسلام کا بیخکن ہے۔ چنانچہ مکتوب آخری میں آپ نے اسکی تشریح کی ہی اور جری اللہ فی حلل الانبیاء نے ہمیں بتادیا کہ تمام انبیاء کے کمالات اپنے اندر رکھنے والا ہوں اور آپ ابتدا سے ہی یہ فرماتے چلے آئے کہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اور اظہار علی الغیب سے مشرف ہوں (اسی کا نام نبوت ہے) اور جو کچھ میں نے پایا آنحضرت کی متابعت سے پایا۔

مگر دیکھو پھر آپ ہی فرماتے ہیں۔ خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے۔ اور فرماتے ہیں :-

(۲) پس اس بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(۳) ایسا ہی خدا نے اور اسکے رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

(۴) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے × × کہ اسنے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(۵) جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اسپر قائم ہوں۔ اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں (آخری خط)

(۶) ان اللہ سمّانی نبیا بوحیہ (اللہ نے میرا نام اپنی وحی میں نبی رکھا ہے) الاستفتاء صفحہ ۱۶

(۷) اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں (آخری مکتوب)

(۸) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) × × بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اسکے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے)

ان آٹھ حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ اگر محدثیت کا دعویٰ خدا کے حکم سے تھا تو نبوت کا دعویٰ بھی خدا ہی کے حکم کے موافق ہی پس ہم تو ایمان لانے والے ہیں اگر وہ خدا کا حکم تھا تو یہ بھی اسی خدا کا حکم ہے۔ ہم مسیح موعود کو مفتری نہیں سمجھتے۔ اور اصول کی کتابوں میں یہ مشرّح ہے کہ آخری قول پر عملدرآمد ہوتا ہے پس یہ نبوت کا دعویٰ خدا کے حکم سے آخری قول ہے۔ اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ اور دوسرے حوالے جو ہم دے آئے ہیں۔ ان سے ثابت ہے کہ آپ اپنے آپکو دوسرے محدثوں میں شامل نہیں سمجھتے پس ان دونوں میں یوں توفیق نہیں ہو سکتی کہ نبی سے مراد جزوی نبی ہے بلکہ یوں ہو سکتی ہے کہ پہلے آپ کثرت مکالمہ مخاطبہ اور اظہار علی الغیب کے صاحب کا نام محدث رکھتے تھے مگر جب یہ بات کھل گئی کہ نبوت کے لئے براہ راست وحی پانے کی شرط نہیں تو اسی کو نبوت فرمانے لگے اور ضرورت الامام میں جو فرمایا کہ امام الزمان کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں تو یہ اپنی نسبت ہی فرمایا چنانچہ آگے چلکر فرماتے ہیں امام الزمان میں ہوں۔

دوم۔ پہلے فرمایا مسیح کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی مگر بعد میں آپ ہی فرمایا

۱۔ دیکھو تذکرۃ الشہادتین "پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور انکا نام نبی نہ رکھا جائے × × × پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے"۔

۲۔ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ "بعض یہ کہتے ہیں × × × صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اسکا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے محذور لازم نہیں آتا"۔

دیکھئے یہاں یہ جواب نہیں دیا کہ مسیح موعود کے لئے نبوت شرط نہیں بلکہ نبوت ثابت کی ہے۔

۳۔ "آنحضرت صلعم کی پیروی کی برکت کی وجہ سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"۔

۴۔ اور پڑھو وہ آٹھ حوالے جو اوپر دیئے گئے۔

۵۔ میں وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے (نزول المسیح صفحہ ۴۸)

۶۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں"۔ (غلطی کا ازالہ صفحہ)

۷۔ دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی **شانِ نبوت** کے ساتھ آوے۔ تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو (نزول المسیح صفحہ) شانِ نبوت کا لفظ ملحوظ خاطر ہو۔ آیا اس سے ثابت ہوا یا نہیں کہ آنے والے مسیح کیلئے نبوت شرط ہے

۸۔ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ آپ نے اپنا عقیدہ دربارہ تعریف نبوت بدل دیا تھا اور جس بات کو مدنظر رکھکر آپ نے فرمایا تھا کہ نبوت شرط نہیں۔ جب وہ بات نبی نام پانے کے لئے ضروری نہ ٹھہری تو پھر آپ نے

کھلے الفاظ میں لکھدیا کہ مسیح موعود کو شان نبوت کے ساتھ نبی ہو کر آنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

۱۔ "اسوقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے × × × خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے پس وہی رسول مسیح موعود ہے۔" (صفحہ ۶۰ تتمہ حقیقۃ الوحی)

۲۔ "آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے" (صفحہ ۶۵ تتمہ)

۳۔ "اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں × × × بہر حال یہ آیت آخری زمانے میں ایک نبی کے ظاہر ہونیکی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے (تتمہ صفحہ ۶۷)

اگر اسپر بھی کوئی یہی کہتا چلا جائے کہ آنے والے مسیح موعود کے لئے نبوت شرط نہیں تو اس سے خدا سمجھے کیونکہ مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ تتمہ)

میں خدا کے فضل سے مولوی محمد علی صاحب کی تمہید پر کافی نظر کر چکا ہوں اور ایک طالب حق کیلئے بہ وافی ہی ماں ایکبات رہ گئی۔ مولوی صاحب کے خیال میں ہم مسیح موعود کو نبی صرف اسلئے کہتے ہیں۔ کہ دوسروں کو کافر بنائیں یہ ہماری نیتوں پر حملہ ہے میں خدا کی قسم کھا کر ہاں اس خدا کی قسم کھا کر جو علیم بذات الصدور ہے اعلان کرتا ہوں کہ ہمنے مسیح موعود کو نبی انکے فی الواقعہ نبی ہونے کی وجہ سے مانا ہی اور انہی وجوہات پر مانا ہی جن پر حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو خدا کا سچا رسول مانا ہی کیا مولوی محمد علی صاحب نے حضرت محمد مصطفٰے کو اسلئے خدا کا رسول مانا ہی کہ دوسرے لوگوں کو کافر سمجھیں اور خدا پر اسی لئے ایمان لائے ہیں کہ تا دوسروں کو کافر کہہ سکیں واللہ باللہ میں تو اس نیت سے ایمان نہیں لایا بلکہ اسلئے کہ خدا کے فرستادہ کو اس حیثیت اور مرتبے میں ماننا فرض ہی جس میں وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب اگر دوسروں کا اتنا پاس رکھتے ہیں کہ جس مرتبہ کے ماننے سے دوسروں کا کافر ہونا لازم آئے وہ نہیں ماننا چاہیئے۔ تو پھر وہ حضرت محمد مصطفٰے کی رسالت سے بھی انکار کر دیں اور لوگوں کو وعظ کریں کہ کیا اتنا کافی نہیں۔ کہ

حضرت محمد مصطفےٰ کو سب سے بڑا مقنّن سب سے بڑا مصلح و ریفارمر مانیں حضرت مسیح ابن مریم سے افضل جانیں نبوت کاملہ آپکی طرف منسوب کرکے سوا اسکے کچھ تمہارے ہاتھ نہیں آئیگا کہ آپکی بیعت (امت) میں جو لوگ شامل نہیں وہ کافر بنجائینگے (صفحہ ۳۳ و تمہید النبوۃ فی الاسلام)

آخر میں اپنے ایک معزز و مکرّم کی ایک بات بیان کردیتا ہوں جو اس مضمون کے لکھتے ہوئے انہوں نے مجھ سے بیان کی۔ کہ صاحب ہدایہ نے شاہی دربار میں کسی مولوی کے سوالوں کے چالیس جواب دئیے وہ ۳۹ کو تو کھا گیا اور صرف ایک جواب کو کمزور دیکھکر اس پر جرح کردی اور عوام الناس کو غلطی میں ڈالدیا یہی حال ہمارے مولوی محمد علی صاحب کا ہی کہ القول الفصل میں کتنی باتیں تھیں سب کو چھوڑکر ایک بات از خود گھڑ لی۔ کہ گویا ہمارا مذہب ہے کہ سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے آپ جزئی نبی تھے۔ بعد ازاں نبوت کاملہ دیگئی پھر آپنے اس پر جرح شروع کردی اور عجیب عجیب سوالات کئے گویا اپنی تمام قابلیت قانون دانی کو ان سوالات جرح پر جو انہی کی خود ساختہ بات پر ہو سکتے ہیں خرچ کردیا۔ جب اسکا جواب حقیقۃ النبوۃ کی صورت میں شائع ہوا تو اب یہ شور مچادیا ہے کہ حضرت اقدس کے پندرہ سال کے عقائد و دلائل و کتب پر پانی پھیر دیا حالانکہ حقیقۃ النبوۃ میں کئی بار لکھا گیا کہ بلحاظ تفصیلی کیفیات و تشریحات کے آپکا دعوٰی ہمیشہ ایک ہی رہا ہے اور دلائل اول سے آخر تک برابر قائم ہیں۔ اور ان میں کچھ بھی منسوخ نہیں۔ صرف نبی کی تعریف کے عقیدے میں تغیر کیا ہی سو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپنے کوئی دلیل نہیں دی کہ آنحضرت صلعم کے فیض اتباع سے کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد یہ نہیں کہا کہ مسیح موعود کے لئے جدید شریعت یا براہ راست نبوت لانا ضروری ہے اور یہ بات مبرے میں پائی جاتی ہے۔

ایک اور مطالبہ مولوی محمد علی صاحب کا ہے کہ سنہ ۱۸۹۹ء سے پہلے بیعت کرنے والا قسم کھا جائے کہ حضرت اقدس کی زندگی میں ایک غلطی کے ازالہ سے یہ سمجھا گیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ بدل گیا آج انکی سابقہ تحریریں منسوخ ہوگئیں۔ آج انکے قرآن و حدیث کے دلائل جن سے سینکڑوں صفحے پر ہیں۔ ردّی کی طرح ہوگئے۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ میں ثابت کرچکا ہوں نہ مسیح موعود کی سابقہ تحریریں منسوخ ہو گئیں نہ قرآن و حدیث کے دلائل کے سینکڑوں صفحے ردّی ہوئے اور نہ کسی امر کی صداقت کے لئے یہ ضروری ہے کہ نبی کی زندگی ہی میں اسکو سمجھ لیا جائے۔ مگر میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ ایک غلطی کے ازالہ سے میں نے سمجھا تھا کہ حضرت اقدس نے کھلا کھلا نبوت کا دعوی کردیا ہے اور میں اسی وقت سے حضرت مسیح کو رسول اللہ نبی اللہ کہنے لگ گیا تھا۔ اور یہی حق تھا اور یہی حق ہے و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

چند حل طلب معمّوں کا حل

میں اس مضمون کو ختم کرکے کاتب کے حوالہ کرچکا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کا مضمون چند حل طلب معمّے دیکھکر میں بہت خوش ہوا کیونکہ اسمیں میرے مضمون کے بعض کلمات کی مکرر تصدیق ہوتی ہے ایک تو یہ کہ انکار خلافت کے بعد آپکی عادت ہوگئی ہے کہ خود ہی ایک غلط فہمی پیدا کریں اور پھر اسپر سوالات مرتب کریں۔ دوم یہ کہ جب کسی دلیل کا جواب نہ آئے تو اس سے قطع نظر کرکے چند نئے سوالات پیدا کردئیے تاکہ اصل بحث میں خلط ہو جائے چنانچہ اب آپنے تیس سوالات کئے ہیں اور اس طرح پر پبلک کی توجہ اس بات سے ہٹانا چاہتے ہیں کہ حقیقۃ النبوۃ کا جواب میرے ذمّے ہے

اول۔ آپنے القول الفصل صفحہ ۲۴ و ۲۵ سے چند فقرات کو توڑ مڑ کا نقل میں دے کر یہ خیال پیدا کرنا چاہا ہے کہ حضرت میاںصاحب نے دربارہ نبوت اپنا عقیدہ بدلنا افتراءً حضرت مسیح موعود کے ذمہ لگا دیا۔ حالانکہ حضرت صاحبزادہ صاحب اولوالعزم حضرت مسیح موعود کی عبارت کو بتمامہ نقل فرما چکے ہیں اصحاب کا حاصل مطلب بیان کرنے میں لفظ بلفظ نقل کی ضرورت نہ تھی (دیا) پھر آپ "بعد میں متواتر وحی نے اس عقیدہ کو بدل دیا" کی بنا پر کہتے ہیں کہ ان الہامات کا پتہ بتاؤ۔ کیونکہ تمپر ذمہ داری ہے کہ اس وحی کا پتہ دو جن کے رو سے مسیح موعود نبی بنے۔

یہ اعتراض مولوی محمد علی صاحب نے دراصل مسیح موعود پر کیا ہے کیونکہ حضور مغفور حقیقۃ الوحی ۱۴۹-۱۵۰ پر اس سوال کے جواب میں (کہ پہلے آپ کہتے تھے مجھے مسیح پر جزوی فضیلت ہے اور اب آپ کہتے ہیں کہ تمام شان میں بڑھکر ہوں) فرماتے ہیں۔ "اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تہا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے × × × مگر بعد میں[۱] جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اسنے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا"۔

اب جبتک آپ زبان سے حضرت مرزا صاحبکو صادق مانتے ہیں آپکا بھی فرض ہے کہ وہ بارش کی طرح نازل ہونے والی وحی بتائیں جس میں کم از کم آپ ہی کے خیال کے مطابق یہ ذکر تو ہو کہ تو مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھکر ہے۔ اگر آپ ایسے الہامات پیش نہیں کرسکتے تو کیا دوسرے الفاظ میں اسکے یہ معنی نہیں کہ آپ گویا حضرت

۱؎ خوب غور کرکے دیکھ لو مولوی محمد علی صاحب نے جس فقرہ پر اعتراض کیا ہے وہ دراصل حضرت اقدس کا ہے۔ نہ کہ صاحبزادہ صاحب کا پس جسقدر بھی مطالبہ ہے وہ دراصل مسیح موعود سے ہے اور تعجب ہے کہ آج انکی وفات کے بعد یہ شوخی پایا ہے پہلے یہ جھنپڑ کی جرأت نہ ہوئی

مسیح موعود کے صادق القول ہونے پر حملہ کر رہے ہیں کیونکہ ایک طرف آپکا یہ اعتقاد ہی کہ تمام الہامات کا اظہار نبی کیلئے ضروری ہی دوسری طرف وہ وحی جو بعد میں (اور یہ ثابت کیا جا چکا ہی کہ "اوائل کے مفہوم میں تریاق القلوب کی طبع کا زمانہ بھی شامل ہی" بارش کی طرح نازل ہوئی (یقیناً ایسی وحیوں کی تعداد بہت زیادہ ہونی چاہیئے) اس میں سے ایک وحی بھی آپ پیش نہیں کر سکتے۔ جو ان الفاظ میں ہو کہ تو مسیح ابن مریم سی تمام شان میں بڑھکر ہے ہمارے عقیدہ پر تو کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ ہم تو نہ نبی کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ تمام الہامات کو ظاہر کرے اور نہ ہمیں مسیح موعود کے صادق القول ہونے میں شبہ ہی جب وہ فرماتے ہیں کہ بارش کی طرح وحی نازل ہوئی تو ہم کہتے ہیں اٰمنّا کچھ ضرورت نہیں کہ ہم اپنے آقا و ہادی سے مطالبہ کریں کہ اصل الفاظ میں وہ وحی الگ الگ شائع کرو۔

دوم۔ آپنے حقیقۃ النبوۃ کو غور سے نہیں پڑھا۔ آپکے اس خدشہ کا ازالہ کیا جا چکا ہی دیکھو صفحہ ۱۲۴

"لیکن بعد میں جب بار بار مجھ پر وحی نازل ہوئی اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا تو مجھے اپنا عقیدہ بدلنا پڑا۔ اب یہ بات تو ظاہر ہی کہ نبی کے نام سی تو حضرت مسیح موعود کو براہین کے زمانہ سی یاد کیا جاتا تھا پس صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا کے یہ معنی تو ہو نہیں سکتے کہ آپکو پہلے نبی کا خطاب دیا گیا بعد میں دیا گیا اسلئے فضیلت کا عقیدہ بدل دیا۔ بلکہ اسکا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہی کہ پہلے بھی نبی کے نام سے آپکو پکارا تو جاتا تھا لیکن آپ اسکی تاویل کرتے رہتے تھے لیکن جب بار بار الہامات میں آپکو اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول کے نام سے پکارا تو آپکو معلوم ہوا کہ آپ واقعہ میں نبی ہیں غیر نبی نہیں جیسا کہ پہلے سمجھتے تھے اور نبی کا لفظ جو آپکے الہامات میں آتا ہی صریح ہی قابلِ تاویل نہیں۔ پس اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپکو نبی کا خطاب نیا دیا گیا بلکہ یہ مطلب ہے کہ بار بار کی وحی نے آپکی توجہ کو اسطرف پھیر دیا کہ تئیس سال سے جو مجھکو نبی کہا جا رہا ہی تو یہ محدث کا دوسرا نام نہیں بلکہ اس سے نبی ہی مراد ہی"۔

کیوں اب تسلی ہوئی یا نہیں اور کیا یہ سچ ہے یا نہیں کہ کافی غور کرنے سے پہلے ہی آپ دوسروں کی تحریروں کا جواب شروع کر دیتے ہیں۔

اب دوسرے سوال کو لیجیے جس کی اصلیت یہ ہی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس شبہ کا کہ حضرت مسیح موعود نے نزول جبریل کو نبوت کے لئے شرط ٹھہرایا ہی کا ازالہ بھی ان الفاظ میں کر دیا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۳ پر ایک الہام درج ہی جس سی ثابت ہوتا ہی کہ آپکے پاس جبریل بھی آیا کرتا تھا۔ اب اس پر مولوی محمد علی صاحب خود بخود ایک غلط فہمی پیدا کرتے ہیں اور پھر اسکی بنا پر مرتب کردہ سوالات کا جواب حضرت صاحبزادہ صاحب سے چاہتے ہیں۔

اوّل یہ کہ ازالۂ اوہام صفحہ ۵۳۴ پر نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبریل ہے اس سے مسیح موعود نے انکار کیا ہے پس ۱۹۰۱ء تک تو کم از کم آپ پر جبریل نازل نہ ہوا۔ **دوم** یہ کہ اس سے ثابت ہوا باوجود مسیح موعود ہونیکے قطعاً اور یقیناً آپکی وحی وحی ولایت تھی نہ وحی نبوت۔ **سوم** یہ کہ اسکے بعد وحی رسالت کب شروع ہوئی اسکا بتانا آپکا فرض ہے **چہارم** یہ کہ اس وحی رسالت کو ۱۹۰۶ء سے شروع کرنا پڑیگا۔ اور نبوت کے دعوے کی میعاد صرف دو سال کے قریب رہ گئی **پنجم** یہ معلوم ہوا کہ اس امت کے اولیاء پر نزول جبریل نہ ہوتا تھا۔

جوابات۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب انسان حق کی مخالفت کرتا ہے تو ایک ذہین سے ذہین شخص کی عقل ماری جاتی ہے ناظرین غور فرمائیں خود ہی ایک بات [ل] فرض کر لی ہے اور اسپر ایک عمارت کھڑی کر کے ساری ذمہ داری ہم پر ڈالی جاتی ہے۔

مولوی صاحب! سنئے حضرت مسیح موعود ابتداء دعوے سے نبی اور بلحاظ نفس نبوت ایسے ہی نبی تھے جیسے انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام۔ پس نزول جبریل بھی آپ پر ابتداء دعویٰ ہی سے ہوتا تھا۔ ۱۹۰۱ء کے بعد یا ۱۹۰۱ء کے بعد یا ۱۹۰۶ء کے بعد شروع نہیں ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک الہام پیش کر کے صرف یہ بتایا تھا کہ خدا کی وحی میں یہ ثبوت و اقرار موجود ہے کہ آپ پر جبریل نازل ہوتا ہے اس وحی میں یہ نہیں لکھا کہ آج ہی جبریل آیا اور اس سے پہلے کبھی جبریل نہیں آیا بلکہ اس میں تو ایک امر واقعہ کا اظہار ہے اور شاید ایسے ہی منکران نبوت کے لئے اس بات کو ظاہر کیا گیا ورنہ یہ الہام وحی میں نہ بھی موجود ہوتا تو بھی نزول جبریل کا انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت اقدس کا تو یہ مذہب ہے کہ ولیوں پر بھی نزول جبریل ہی ہوتا ہے پھر رسولوں پر تو بالضرور ہونا چاہیئے۔ چنانچہ دیکھو توضیح مرام صفحہ ۷۰ تا ۷۱

مثلاً جبریل جو ایک عظیم الشان فرشتہ ہے اور آسمان کے ایک نہایت روشن نیّر سے تعلق رکھتا ہے۔ اسکو کئی قسم کی خدمات سپرد ہیں انہیں خدمات کے موافق نیّر سے لیجاتی ہیں سو وہ فرشتہ اگرچہ ہر ایک

[ل] پہلے آپنے یہ بات بنائی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا گویا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۲ء تک جزوی نبی تھے اور اسکے بعد کامل نبی بنائے گئے لیکن جب دلائل قاہرہ ثابت کیا گیا کہ آپکا یہ عقیدہ نہیں اور ایسا آپنے ہرگز نہیں لکھا کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۲ء تک جزوی نبی تھے بلکہ یہ لکھا تھا کہ مسیح موعود کو جب اللہ تعالیٰ نبی فرماتا تو آپ پرانے عقیدہ کی بنا پر اپنے آپکو نبی قرار دینے کی بجائے یہ معنی کر لیتے کہ نبی سے مراد صرف جزوی نبوت ہے (دیکھو القول الفصل صفحہ ۱۹) ندامت کیساتھ مولوی محمد علی صاحب کو اقرار کرنا پڑا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہی مراد تھی مگر صاف اقرار تو طریق صلحا ہے اسلئے آپ لکھتے ہیں تو چلئے میں دہی لے لیتا ہوں جو آپ کہتے ہیں اسی طرح اب نزول جبریل کے بارے میں ایک نئی بات ہمارے ذمہ لگا دی ہے ۱۲

ایسے شخص پر نازل ہوتا ہے جو وحی الٰہی سے مشرف کیا گیا ہو۔ نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے نہ واقعی طور پر یاد رکھنی چاہیئے)

لیکن اُسکے نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہو جاتا ہے نہایت بڑا دائرہ اسکی روحانی تاثیرات کا وہ دائرہ ہے جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے متعلق ہے × × × کہ ہر یک فرشتہ کی تاثیر انسان کے نفس پر دو قسم کی ہوتی ہے × × × پھر دوسری وہ تاثیر جو بعد تیاری وجود کے اس وجود کی مخفی استعدادوں کو اپنے کمالات ممکنہ تک پہنچانے کے لئے کام کرتی ہے اس دوسری تاثیر کو جب وہ نبی یا کامل ولی کے متعلق ہو۔ وحی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے × × × ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے ولی پر جبریل ہی تاثیر وحی کی ڈالتا ہے۔ اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر بھی وہی جبریل تاثیر وحی کی ڈالتا رہا ہے لیکن ان دونوں وحیوں میں وہی فرق مذکورہ بالا آرسی کے شیشے اور بڑے آئینہ کا ہے یعنے اگرچہ بظاہر صورت جبریل وہی ہے اور اُسکی تاثیرات بھی وہی مگر ہر یک جگہ مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہیں اور یہ جو اسجگہ میں نے صفائی کا لفظ بھی لکھدیا تو یہ اس بات کے اظہار کے لئے ہے کہ جبریلی تاثیرات کا اختلاف صرف کمیت کے ہی متعلق نہیں بلکہ کیفیت کے بھی متعلق ہے یعنی صفائی قلب جو شرط انعکاس ہے تمام افراد ملہمین کی ایک ہی مرتبہ پر کبھی نہیں ہوتی جیسے تم دیکھتے ہو کہ سارے آئینے ایک ہی درجہ کی صفائی ہرگز نہیں رکھتے"

اس میں بتا دیا کہ نزول جبریل تو ادنےٰ سے ادنےٰ ولی پر بھی ہوتا ہے اور نبی پر بھی فرق تکدر و صفائی کیفیت و کمیت کا ہے چنانچہ اسی مفہوم کو ایک دوسرے مقام پر بھی ادا فرمایا ہے۔

"اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بہ باعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

پس جب مسیح موعود۔ ادنیٰ سے ادنیٰ ولی پر بھی نزول جبریل مانتے ہیں تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہے کہ اس امت کے اولیاء پر نزول جبریل نہ ہوتا تھا۔ یا یہ کہ آپ اپنے پر نزول جبریل سے کیونکر انکار فرما سکتے ہیں۔

لاتحالہ جہاں انکار فرمایا ہی وہاں اسکے ساتھ کوئی اور شرط ہی اور وہ یقیناً وحی شریعت کی شرط ہی۔ یعنی آپنے جس وحی ونزول جبریل سے انکار فرمایا ہی وہ ایسی وحی ہی جس میں شریعت جدیدہ ہو چنانچہ اسی ازالہ اوہام کے صفحہ $\frac{578}{579}$ یہ فرماتے ہیں "پھر وہ بغیر وحی نبوت کے تفصیلات مسائل دینیہ × × × × × × کیونکہ قرآن شریف سے استنباط کرینگے اور یہ تو ظاہر ہو چکا کہ وہ حدیثوں کی طرف رجوع بھی نہیں کرینگے × × × یہ تمام تفصیلات انکو معلوم ہونگی جو بوجہ وحی رسالت ہونیکے کتاب اللہ کہلائینگے"۔ اور نیز ایسی وحی ہے جو براہ راست حاصل کردہ نبوت پر نازل ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہی ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱۔ "اب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہو" دیکھو یہاں آپنے جس قسم کا نزول جبریل ممتنع ہی اسکو بہ پیرایہ وحی رسالت سے مختص کر دیا۔ اور رسالت سے مراد یہاں مسیح موعود کی وہی لیجائیگی جو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ لیتے تھے۔ کیونکہ ایک غلطی کے ازالہ میں آپ فرما چکے ہیں۔ جس جس جگہ مینے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہی وہاں مراد شریعت یا براہ راست[1] نبوت ہی پس یہ عبارت ازالہ اوہام یوں پڑھی جائیگی کہ "**اب نزول جبریل اس پیرایہ میں کہ وحی شریعت لائے یا براہ راست نبوت** (جو قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہ رکھتا ہو) **کے مدعی پر مسدود ہے**"

یہ بھی یاد رہے کہ نبوت تامہ کے معنے صفحہ ۱۹ توضیح مرام پر الحاملة لوحی الشریعة کے کئے ہیں۔ پس ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴ کی عبارت۔ "نبی کی نبوت تامہ کے لوازم وحی و نزول جبریل مان لیا ہی اسلئے آپکی وحی[2] وحی رسالت ثابت ہو گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آپ کی یہ خوشی ایک عارضی خوشی ہے کیونکہ مسیح موعود نے اپنی وحی کو رسولوں کی وحی کی قسم میں داخل کیا ہی اور انہی کی وحی کی طرح اسے مصفیٰ اور اضغاث سے پاک قرار دیا ہے دیکھو نزول المسیح صفحہ ۸۱۔ "جیسا کہ وحی تمام انبیاء علیہم السلام کی حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلعم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہی ایسا ہی یہ وحی بھی ان شبہات سے پاک اور منزہ ہی" پھر دیکھو اربعین ۴ صفحہ ۱۱۔ "کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہی اور دیکھو حقیقۃ الوحی ۳۹۱۔ جس میں آپنے اپنے آپکو دوسرے صلحاء امت محمدیہ سے ممتاز کر لیا ہی اور دیکھو الوصیۃ صفحہ ۱۲۔ اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہی × × × پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم × × × ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا × × × پس اس

[1] مستقل نبوت کے یہی معنے ہیں۔ دیکھو اخبار عام ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۸ء

پر بعض افراد نے یہ بات کامل طور سے ثابت کی جا چکی ہے کہ یہاں بعض افراد سے مراد صرف حضرت مسیح موعود ہیں۔

دیکھو حقیقۃ النبوۃ (۲۳۹ تا ۲۴۳) باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونیکا خطاب پایا۔

یہ تمام حوالے زبردست ثبوت ہیں اس بات کا کہ آپؑ اپنی وحی کو وحی ولایت نہیں بلکہ وحی رسالت قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جو تمام نبیوں کے اتفاق سے نبوت کے نام سے موسوم ہے اسکی تعریف آپ پر صادق آتی ہے۔ اسی کیفیت و کمیت کا فرق آپنے وحی ولایت و وحی رسالت میں بتایا ہے۔ جیسا کہ توضیح مرام اور آئینہ کمالات اسلام سے نقل کیا گیا۔ پس یہ غلط ہے کہ ۱۸۹۱ء تک آپ پر جبریل نازل نہیں ہوا۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ آپکی وحی وحیٔ رسالت نہ تھی اور یہ بتانا ہمارا فرض نہیں کہ وحی رسالت اسکے بعد کب شروع ہوئی۔ کیونکہ ابتداء دعویٰ سے یہی وحیٔ رسالت آتی تھی۔ اس سے آپؑ نے انکار نہیں کیا اور جس عبارت سے ایسا نتیجہ نکالا جاتا ہے وہاں شریعت یا نبی کی وہ تعریف مراد ہے جو سن ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ فرماتے تھے اور یہ بھی غلط ہے کہ وحی رسالت کو سن ۱۹۰۱ء سے شروع کرنا پڑیگا اور یہ بھی غلط ہے کہ اس امت کے اولیاء پر نزول جبریل نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ نبوت کی میعاد صرف دو سال ہی ہیں دوسرے الفاظ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود مفتری تھے (نعوذ باللہ منہ) اور یہ بھی غلط ہے کہ جاءنی ائل کا الہام سن ۱۹۰۶ء سے ہے بلکہ یہ الہام ۲ جنوری سن ۱۹۰۳ء البدر جلد ۱ نمبر ۱۱ پر درج ہے اور حقیقۃ الوحی میں سب سے پہلے نہیں شائع ہوا جیسا کہ آپکو اسوقت معلوم ہوا ہے

تیسرا سوال آپکا یہ ہے کہ نبی کی تعریف صاحبزادہ صاحب نے یہ کی ہے جسے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی جائے پس (۱) کثرت کی کوئی تعیین کیجئے مثلاً تین سو زیادہ اہم امور پر اطلاع ملجائے (۲) یہ ضروری ہے کہ جب پہلے نبی کو الہام شروع ہوں تو کچھ مدت تک اسکو مرتبہ ولایت ہی کا ہے۔ کیونکہ ایک آن میں کثرت محال ہو نہیں سکتی۔ بلکہ کچھ وقت لے گی (۳) دوسری طرف ہر ولی الہام پاتا ہے اگر عمر بیوفائی نہ کرے تو نبی ہو سکتا ہے (۴) جب ولی خاص اس حد تک پہنچیگا جہاں نبوت شروع ہو جاتی ہے جیسے مثلاً ۹۹ الہام ہو گئے۔ اور سو ۱۰۰ الہاموں پر نبوت کا منصب عطا ہو جاتا ہے تو اب یا تو خدا تعالےٰ الہام کا دروازہ بند کر دے کہ . . . . نبی نہ ہو جائے یا اسے فی الفور وفات دے ورنہ زبردستی نبی بن جائیگا۔

جواب معزز ناظرین! یہ تو آپکو معلوم ہے کہ نبی کی تعریف حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی طرف سے نہیں لکھی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی تحریر نقل کی ہے مثلاً دیکھئے القول الفصل صفحہ ۵ "سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اسنے نبوت رکھا ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۵)

کیونکہ نبی اسکو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دیں پس یہ اعتراض جن کی توقع کسی دشمن عنید سے ہو سکتی تھی آہ! آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان اعتراضات اعتراضات نہیں بلکہ تمسخرات کا کرنیوالا محمد علی ہے میں تمام جماعت احمدیہ کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ خدارا اس قلب و دماغ کی نسبت اپنی رائے قائم کریں۔ جس سے یہ تمسخر اور یہ استہزاء نکلا ہے کیا اس میں ذرا بھی عزت مسیح موعود اور اسکے کلام کی ہے اور کسی احمدی سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے کلام پر یوں تمسخر اڑائے۔ مولوی محمد علی صاحب سے مخفی نہ رہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب حقیقۃ النبوۃ میں ان سوالات کا جواب دے چکے ہیں دیکھو صفحہ ۵۶

"جس میں یہ بات پائی جاوے کہ وہ عظیم الشان واقعات کے متعلق خدا تعالیٰ سے خبر پا کر لوگوں تک پہنچائے اور اسکا نام اللہ تعالیٰ نبی بھی رکھے تو وہ نبی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی شرط اسلئے ہے کہ اس امر کا فیصلہ کہ اخبار غیبیہ جو کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ بتائے۔ انکی اہمیت اور کثرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں × × × اگر انسان آپ ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کریں کہ کس پر اسقدر اظہار غیب ہوتا ہے کہ وہ نبی کہلا سکے تو بہت سے لوگ چند خوابوں یا چند الہامات کی بنا پر اپنے آپکو نبی قرار دیکر ان خصوصیات کے وارث بنجائیں اور ایک خطرناک تباہی آجائے × × × اگر نبی کا نام خدا تعالیٰ نہ رکھے تو بہت سے لوگ جنکو چند رؤیا ہو چکی ہوں اپنے آپکو نبی قرار دے کر دنیا پر اپنے قول کو حجت قرار دیں × × × نبوت ایک موہبت الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے کہ کسی شخص کو جو امور غیبیہ پر اسقدر اطلاع دی ہے یا نہیں کہ وہ نبی کہلا سکے۔ اور یہ کہ ایک خبر دینے والے کی اخبار ایسی مہتم بالشان ہیں یا نہیں کہ انکی وجہ سے اسے نبی کہہ سکیں × × × نبی وہی ہوتا ہے اور وہی ہو سکتا ہے جو ایسے امور غیبیہ پر کثرت سے مطلع کیا جائے جو خاص اہمیت اور عظمت رکھتے ہوں" (۵۶-۵۷)

پھر دیکھو صفحہ ۵۷ جس میں آپنے بتایا ہے کہ درحقیقت آیت لا یظہر علیٰ غیبہٖ میں ان تینوں شرائط کا مفہوم آجاتا ہے × × × اور نبی کا نام خدا کی طرف سے رکھا جانا بھی اسی آیت سے ثابت ہے × × × اور جب کہ اللہ تعالیٰ رسول کو رسلہ میں اپنی طرف نسبت دیتا ہے تو یہ بات ثابت ہے کہ نام بھی وہ خود ہی رکھتا ہے ورنہ دوسرے اشخاص کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ فلاں شخص اب اس درجہ کو پہنچ گیا ہے پس کثرت سے اظہار امور غیبیہ

کا ہونا ایک ایسی شرط ہی جو درحقیقت ایک ہی شرط نبوت ہے اور دوسری دونوں شرطیں اسی کی تشریح ہیں۔

ان دونوں حوالوں سے آپکے تمام اعتراضوں کا جو آپنے حضرت اقدس مسیح موعود کے کلام پر کئے قلع قمع ہو گیا ہے آپ کہتے ہیں کثرت کی تعیین کرو ہم کہتے ہیں اسکی تعیین وہی جانتا ہی جو نبوت عطا فرماتا ہی اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ پس وہ جسے نبی کا خطاب دیگا برحق و برمحل دیگا۔ ہم صرف یہ جانتے ہیں ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اسقدر کہ اسکے زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو اسکا نام ہم نبی رکھتے ہیں (۲) اور پہلے مرتبہ ولایت کا رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خوب جانتا ہی کہ یہ نبوت کا اہل ہی اور اسلئے کثرت مکالمہ مخاطبہ کا مستحق (۳) ہر ولی نبی نہیں کیونکہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کے ساتھ دوسری شرطیں بھی ہیں (۴) الہام کرنیوالا اگر الگ خدا ہو اور نبوت دینے والا الگ تو یہ ڈر ہو سکتا ہی ۹۹ کی بجائے ۱۰۰ الہام ہو گئے تو یہ نبوت پا جائیگا اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ وہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کی نعمت دیگا ہی اسے جو نبوت پانے کا مستحق ہو گا۔ نبوت کا نتیجہ کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی نہ کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ کا نتیجہ نبوت۔ بادشاہ اپنے خاص مقربین ہی سے زیادہ باتیں کیا کرتے ہیں نہ کہ ادنے سے کیا بادشاہ بعض ملازمین سے اس خوف سے زیادہ باتیں نہیں کیا کرتے کہ پھر یہ وزیر اعظم بنجائیگا ہرگز نہیں بلکہ ان کے ساتھ وہ تعلق ہی نہیں کہ زیادہ مکالمہ ہو پس ولیوں سے جو مکالمہ مخاطبہ کم ہوتا ہی تو یہ اس خوف سے نہیں کہ پھر خدا کو ضرور انہیں نبی بنانا پڑجائیگا بلکہ وہ جتنے انعامات کے قابل و مستحق ہوتے ہیں اتنے انہیں دیئے جاتے ہیں اور یہ جو آپنے از خود بنا لیا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے نزدیک وحی ولایت اور وحی رسالت میں کوئی فرق **کیفیت** کے رنگ میں نہیں، بالکل غلط ہی جو حوالے مینے حقیقۃ النبوۃ سے دیئے ہیں ان میں اہمیت اور عظمت کے الفاظ کو مینے موٹا کر دیا ہی جس سے صاف ظاہر ہے کہ کمیت کے علاوہ کیفیت کا فرق بھی ہی اگر کوئی کہے کہ بحث القول الفصل میں ہی تو مخفی نہ رہے کہ اسکے صفحہ ۵ پر جو تعریفیں نبوت کی حضرت مسیح موعود کی طرف سے نقل کیگئی ہیں ان میں یہ لفظ ہیں دیکھو سطر ۱۴-۱۵- وہ تعریف جو الوصیت سے نقل کی گئی ہی پس یہ افتراء ہے کہ ہم کثرت کے علاوہ کیفیت کا فرق نہیں کرتے۔ اور اسی سے آپکا یہ اعتراض بھی حل ہو جاتا ہے کہ جب تک کثرت نہ ہو مورد وحی ولی ہی رہیگا۔ کیونکہ کیفیت وحی۔ وحی ولایت اور وحی رسالت میں فرق کر دیگی گو اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ جو نبی ہوتا ہے آخر وہ پہلے ولی ہی ہوتا ہی۔ انسان صالح صالح شہید۔ صدیق۔ یہ سب مراتب طے کر کے ہی نبی ہوتا ہے اور مبشرات سے رؤیا صادقہ بھی ہی۔ اسی واسطے اسے چالیسواں حصہ نبوت کا لکھا ہے اور ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں کہ وہ پہلے ولی رہا یا نہیں

ا حقیقۃ النبوۃ میں سمجھا دیا گیا ہی کہ نبی ایک درجہ تقرب کا نام ہی جب وہ نبی مرسل بنیگا تو اللہ تعالی اس سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ فرمائیگا

کیونکہ ہم پر اسکا ماننا اسی وقت فرض ہوگا اور اسی وقت اسکے انکار (اعاذ باللہ منہ) سے کفر کا فتویٰ لگیگا جبکہ وہ یہ دعویٰ کریگا کہ مجھے خدا نے نبی کا خطاب دیا۔ اور جسے اللہ تعالیٰ یہ خطاب دیگا۔ اسکے ساتھ ضرور کثرت مکالمہ و مخاطبہ ہوگا ومن اصدق من اللہ قیلاً پس یہ علامت ہے اسکی نبوت کی کہ خدا اسکے ذریعہ بہت سی آئندہ کی خبریں دیتا ہو اور خدا کی طرف سے دعوت الایمان اسی وقت دلائی جائیگی جب ؎ وہ نبوت کا نام پانیکا مستحق ہوگا۔

اسی ضمن میں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دوسرے سوالات کا جواب بھی ہو جائے جنکا تعلق حضرت صاحبزادہ صاحب کی ذات سے ہے مثلاً آپ نبوت کی تعریف کا ایک فقرہ "کثرت مکالمہ مخاطبہ" لے کر اسپر مکتوب محمود مندرجہ الفضل ۱۱ر جون ۱۴ء سے یہ عبارت پیش کر کے کہ مجھے بھی الہام ہوتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ مجھے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

طرح طرح سے ہنسی اڑاتے ہیں (۱) پس آپ پر نبی کی تعریف صادق آتی ہے کیا آپ درحقیقت نبی ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو خدا نے اطلاع کیوں نہیں دی۔ اگر نہیں تو آپکی اصطلاح درست نہ ہوئی (۲) آپ تو مصلح موعود بھی کہلوتے ہیں سنا گیا ہے کہ بعض مریدین آپکو نبی کہتے ہیں (۳) اگر خدا اسے باوجود کثرت امور غیبیہ پر اطلاع کے نبی نہیں کہتا تو معلوم ہوا۔ اسکے سوا اور کچھ بھی ہے یا ملہم نے جھوٹ بولا (۴) القول الفصل میں آپنے لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بار بار بتایا ہے کہ میں خلیفہ ہوں۔ اور دوسری طرف آپکو کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانیکا دعویٰ ہے اور خلیفہ کے معنے نبی بھی آپ مانتے ہیں پس آپ نبی کیوں نہیں کہلاتے شاید آپ (صاحبزادہ) کو بھی حضرت مسیح موعود کی طرح غلطی لگ رہی ہو اور جب اللہ آپکو بار بار خلیفہ کہہ چکا ہے تو ہمیں کافر کیوں نہیں کہتے۔

اما الجواب۔ نبی کی تعریف صرف یہی نہیں کہ مطلق کثرت مکالمہ مخاطبہ سے مشرف (یہ بات تو حضرت صاحبزادہ صاحب نے محدثوں میں بھی مانی ہے دیکھو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۵۳

صدیق اسے کہتے ہیں جو شہید سے بڑھکر صداقت پر اپنے آپکو قائم کرے اور ایسا صدق ظاہر کرے کہ اللہ تعالےٰ کے کلام سننے کا بہت زیادہ مستحق ہو جائے اور ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی بارش نازل کرتا ہے اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے پایا ہے۔

بلکہ اسکے پانے کے بہت سے شرائط ہیں حقیقۃ النبوۃ کا صفحہ ۸۱

نبی لغت عرب اور قرآن کریم کے رو سے اسے کہتے ہیں جو (۱) اللہ تعالےٰ سے کثرت سے امور غیبیہ کی اطلاع پائے (۲) جن غیب کی خبروں کی اطلاع اسے دیجائے وہ نہایت عظیم الشان قومی تباہیوں اور ترقیوں

؎ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس مدعی نبوت کی راستبازی کے اور بہت سے نشان دکھدیتا ہے جن سے وہ صادق اور کونوا مع الصادقین کے امر کی تعمیل کا مورد ثابت ہوتا ہے ۱۲

پر مشتمل ہوں (۳) یہ کہ خدا تعالیٰ نے اسکا نام نبی رکھا ہو"

پس حضرت صاحبزادہ صاحب کو نبوت کا مدعی یا نبوت کی تعریف کے مطابق نبی نام پانیکا مستحق ثابت کرنے کے لئے صرف کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع کا دعویٰ دکھانا کافی نہیں بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی کہ وہ کثرت عند اللہ کثرت ہے دوم یہ کہ وہ امور غیبیہ عظیم الشان قومی تباہیوں یا ترقیوں پر مشتمل ہیں۔ سوم یہ کہ خدا نے نبی کا خطاب آپکو دیا ہے جب یہ باتیں ثابت نہیں نہ انکا دعویٰ ہے تو پھر آپ کی اعتراضات ھباً منثوراً ہوئے اور یہ اصطلاح بالکل درست نکلی اور یہ قول آپکا بالکل جھوٹ نکلا کہ نبی کی تعریف صاحبزادہ صاحب پر صادق آتی ہے کیونکہ نشان فضل کا جواب ابھی تک آپسے یا آپکے کسی مدّاح سے نہیں ہو سکا۔ دوم آپکو ثابت کرنا چاہیئے کہ ہمارے نزدیک مصلح موعود کیلئے نبی ہونا بلکہ مامور ہونا بھی شرط ہے (۳) باوجود کثرت امور غیبیہ جب اور شرائط بھی ہیں تو ملہم کے یہ کہنے سے کہ وہ کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیا جاتا ہے اور نبی نام نہ پانے سے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ امر بھی قابل غور ہے کہ یہ کثرت کا لفظ تو اپنے خیال کے مطابق ہے جو چند الہامات پر بھی اطلاق پا سکتا ہے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ بھی اتنے امور غیبیہ پر اطلاع کا نام کثرت ہی رکھتا ہے۔ نبی کی تعریف میں تو وہ کثرت معتبر ہے جسے خدا کثرت کہے اور اپنے طور پر کسی چیز کو کثیر کہہ لینا کوئی شرعی جرم نہیں ہر ایک کا اپنا خیال اور اپنا محاورہ ہے۔[1]
سوال کے چوتھے حصہ کو حل کرنے کے لئے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مامور عام ہے اور نبی خاص۔ مامور کا لفظ نبی اور مجدد دونوں کو شامل ہے اور خلیفہ بھی عام ہے خلیفہ نبی بھی ہوتا ہے جیسے حضرت موسیٰ کا خلیفہ مسیح بن مریم مامور مگر غیر نبی بھی جیسے مجددین امت محمدیہ اور غیر مامور بھی جیسے حضرت ابوبکر یہ تقسیم میں نے آپکے مسلمات کی بنا پر کی ہے اسلئے حضرت مسیح موعود یا قرآن وحدیث کے حوالے دینے کی ضرورت نہیں آپ مجددین کو مامور سمجھتے ہیں اور دوسرے انبیاء پر مامور کا لفظ بولتے ہیں آپ حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ کا خلیفہ اور پھر نبی بھی سمجھتے ہیں۔ آپ حضرت ابوبکر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ مانتے ہیں اور انہیں مامور نہیں سمجھتے۔ پس اب حضرت محمود ایدہ اللہ الودود کے تین فقرات کا مطلب سمجھنا آسان ہے اور جو معنے وہ اپنے فقرے کے خود کرتے ہیں اور سیاق وسباق بھی اسی کا مؤید ہے اسکے خلاف کسی کو حق نہیں کہ کوئی معنے کرے۔

اپریل ۱۹۱۱ء کو فرمایا "مسلمان وہ ہے جو خدا کے سب ماموروں کو مانے" یہاں ماموروں سے مراد انبیاء ہیں کیونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ مذہب اسی مضمون اور دیگر مضمونوں سے ثابت ہے کہ وہ انبیاء کے منکروں پر کفر کا فتویٰ دیتے ہیں کسی مجدد و مامور کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔

[1] اسی الٰہی دوسرے موقع پر اس کثرت کو چند فرمایا ۱۲

(۲) مصلح موعود کا ذکر تو آپکی زبان پر نہیں آنا چاہیئے

لار جنوری سنہ ۱۴ء کو فرمایا:۔ "اگر مجھے وحی ہو تو میرا منکر کافر ہو۔ نہ کہ فاسق" یہاں خلیفہ اور وحی پانے سے مراد نبی ہے کیونکہ آپ نبیوں ہی کے منکر کو کافر کہتے ہیں اور مولوی محمد علی صاحب النبوۃ فی الاسلام کی تمہید میں خود لکھ چکے ہیں کہ تم حضرت مسیح موعود کو کامل نبی اسی لئے بتاتے ہو کہ لوگوں کو کافر بناؤ۔ اگر ہمارا یا حضرت صاحبزادہ صاحب کا یہ مذہب ہوتا کہ مامور غیر نبی کا منکر بھی کافر ہوتا ہے تو آپ کے خیال کے مطابق ہمیں ضرورت نہ تھی کہ مسیح موعود کو کامل نبی کہیں پھر دیکھو خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے ۱۷ر جنوری ۱۵ء کے خط میں اسکی تشریح کر دی ہے۔

"یہ یاد رہے کہ ہر رسول اور نبی مامور ہے ہر مامور رسول یا نبی نہیں اسی لئے حضرت صاحب اپنے آپکو مامور بھی کہتے تھے۔ میرا اب تک یہی مذہب ہے کہ صرف انبیاء و رسل کا منکر کافر ہوتا ہے غیر مامور خلیفہ یا مامور خلیفہ کا منکر کافر نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہوتا ہے × × × اور یہ جو میں نے کہا کہ اگر میں مامور ہوتا تو میرے منکر کافر ہوتے یہ مامور خلیفہ نبی سے مراد تھی کیونکہ مامور اور خلیفہ سے مراد نبی بھی ہوتی ہے۔ یہ لفظ عام ہیں"

دیکھئے کیسی صاف تشریح ہے اب اسے لغو وہی کہہ سکتا ہے جس کا دل سیاہ ہو کیونکہ آپ نے کوئی نئی بات نہیں کہی بلکہ وہی فرمائی جو سب اہل حق کے نزدیک مسلم ہے بلکہ جن کی طبیعت میں زیغ ہے وہ بھی اسکے ماننے پر مجبور ہیں کیونکہ واقعات ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ بھی مامور نبی یا مامور غیر نبی۔ مامور خلیفہ۔ غیر مامور خلیفہ نبی خلیفہ سب اقسام مانتے ہیں۔

اب آپ اپنے سوال پر نظر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو بار بار بتایا ہے کہ تو خلیفہ ہے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ آپ نبی بھی ہوں کیونکہ خلیفہ غیر مامور بھی ہوتا ہے اور اس سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ آپ مامور خلیفہ ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو بار بار بتانا کہ تو خلیفہ ہے اس بات کا مستلزم نہیں کہ وہ مامور ہے کیونکہ الہامات تو غیر ماموروں کو بھی ہوتے ہیں اس امت محمدیہ کے کئی ایسے اولیاء ہیں۔ جو مکالمہ مخاطبہ سے مشرف تھے مگر مامور نہ تھے صرف کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا بھی نبی کا مستحق نہیں بنا دیتا۔ اور صرف اس بات سے کہ خلیفہ کے معنے نبی بھی ہیں آپ نبی نہیں ہو سکتے جیسے کہ حضرت عمر محدث تھے مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے مشرف خلیفہ بھی تھے مگر نبی نہ تھے خود اپنے نفس پر غور کر لو کہ خلیفہ تو بنتے ہو مگر نبی نہیں۔ معلوم نہیں کہ آپ کو کیوں شوق ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نبی ہوں۔ آپ نے تو بہر حال

انکار ہی کرنا ہی بما کذبوا من قبل پس یہ فرض تو آپ اب بھی ادا کر رہے ہیں۔ جن گالیوں کی ابتدا آپ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی تھی اسے بھی آپ کے قابل و پرجوش دوستوں نے کمال تک پہنچا دیا ہمیں بائیکاٹ کر دینے کے لئے بھی آپکی چٹھی ۸ فروری والی شائع ہو چکی ہی سختی کرنیکا ریزولیوشن بھی پاس ہو چکا ہے آپ کے مخلص آپکی سنت پر حرامزادہ اور بے ایمان کہنے سے بھی نہیں ٹلتے اب اور کونسا پہلو تکذیب اور تشدد اور ایذا دہی کا باقی ہی جو آپ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور سوائے اسکے کہ سیدنا محمود نبی ہو جائیں منصۂ شہود پر نہیں آ سکتا اگر آپکو صرف کافر بننے کا ہی شوق ہی تو حضرت محمود کے نبی بننے پر ہی موقوف نہیں یہ مطلب و مقصد دیگر آپکا اور طرح سے بھی حاصل ہو سکتا ہی مثلاً کافروں کے کفر کی نفی بھی وجہ کفر ہے کسی مسلمان کو مسلمانونکو کافر کہنے والا کہکر کافر بنانا بھی وجہ کفر ہو سکتا ہی۔

یہ بھی یاد رہے کہ اللہ کا بتانا اور اللہ کی وحی میں بھی عموم و خصوص کی نسبت ہی بتانا تو یوں ہے کہ مثلاً کسی آیت قرآنی سے آپکی خلافت کا ثبوت ہو کسی الہام مسیح موعود سے یہ ثابت ہو کہ آپ خلیفہ ہیں رؤیا میں آپ پر منکشف کیا جائے کہ آپ خلیفہ ہیں یہ دعویٰ کہیں نہیں کیا گیا کہ سیدنا محمود پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ اے محمود تو خلیفہ ہے اور یہ تو میں کہہ چکا ہوں اگر ایسا ہو بھی تو بھی آپ کا اس سے نبی ہونا لازم نہیں آتا یہ آپکا کہنا کہ سنا گیا ہو مرید آپکو نبی کہتے ہیں افسوسناک ہے کیونکہ کفیٰ بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کے نیچے لاتا ہی القول الفصل میں اسکی تردید کی گئی اور ثبوت طلب کیا گیا۔ مگر اعراض سے باز نہیں آئے کیا یہ تقویٰ ہے۔ ان تین سوالوں کے جواب میں آپکے بہت سے سوالوں کے جواب آگئے باقی چند متفرق باتیں ہیں۔ (۱) صاحبزادہ صاحب نے لکھا ہی کہ میرے مخالفوں کو آہستہ آہستہ میری طرف کھینچ لائیگا یا تباہ کر دیگا اور ہمیشہ میرے متبعین میرے مخالفوں پر غالب رہینگے اسپر مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں جب منکر کوئی رہیگا ہی نہیں تو پھر دوسرا الہام کیونکر سچ ہو سکتا ہی دیکھئے آپنے اس میں دو غلط فہمیاں ڈالی ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب تو فرماتے ہیں میرے مخالف اور خود آپنے پیسہ اخبار میں لکھا ہی کہ [illegible] سے مراد ایذا دینے والے کافر کہنے والے اور واجب القتل سمجھنے والے ہیں اور اب آپ اسے صرف منکر کے معنی میں لیتے ہیں۔ حالانکہ عذاب شوخی و شرارت پر آتا ہے۔ اختلاف مذہب سے نہیں آتا۔ (۲) تباہ کے معنی مطلق نیست کر دینے کے آپ لیتے ہیں حالانکہ جب کوئی کہے کہ فلاں ساہوکار تباہ ہو گیا یا فلاں سلطنت تباہ ہو گئی تو اس سے آپ ہرگز یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود بھی مر گیا یا اس سلطنت کے تمام باشندے مر گئے

اور کوئی بھی زندہ نہیں رہا پھر یہ مان کر کہ تباہ کے معنے مرجانیکے بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگلا فقرہ جو اسی کے ساتھ ہے اور جو ایک ہی وقت میں ایک ہی عبارت[1] میں کہا گیا ہے یعنی متبعین کا مخالفوں پر غلبہ۔ وہ تباہ کے دو معنوں میں سے ایک معنی کو متعین کر رہا ہے یعنی ایسا کمزور ہو جانا کہ قابلِ ذکر نہ رہیں پھر حضرت اقدس نے بھی اپنے مخالفوں کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے اور انکو بھی یہ الہام ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ اسپر بھی آپکا اعتراض وارد ہوگا چنانچہ فرمایا الاشتہار مستقیناً بوحی اللہ القہار میں اسکے زمانے میں تمام ملتیں ہلاک ہونگی مگر اسلام۔ تو کیا اسکے یہ معنے ہیں کہ اور کوئی دین رہیگا ہی نہیں پھر فرمایا۔ عیسے کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دینگے اور دنیا میں ایک مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ تو کیا فوق الذین کفروا کے مطابق کافروں کا وجود ہی نہ پایا جائیگا۔ (۲) آپ یہودیوں اور عیسائیوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں واضح ہو کہ پیشگوئی ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ایذائیں دیتے کاموں میں روکیں ڈالتے ہیں واجب القتل سمجھتے ہیں اور ہر وقت درپے آزار ہیں۔ اس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اور نہ فرد خاص کی جس میں ایسی اوصاف ہوں وہ اللہ کے نزدیک عذاب کا مستوجب ہوگا کیونکہ یہ کچھ آسمانی ہاتھوں سے ہونے والا ہے (۳) ان لوگوں سے بیعت لینا جو مسیح موعود کے منکر تھے پالیسی تھی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا نام پیش کریں۔ ودم۔ نواب محمد علیخان صاحب کی بیعت حضرت مسیح موعود نے باوجود اختلاف عقائد کے جولی تھی تو یہ پالیسی تھی یا کیا؟ (۴) سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود حقیقی نبی کا لفظ مسلمانوں کے عام اصطلاح کے مطابق استعمال کرتے تھے یا نہیں۔ جواب۔ عام لوگوں کو سمجھانیکے لئے ایسا فرماتے تھے تاکہ جب مجھے نبی کہا جائے تو معاً سمجھیں کہ اس میں شریعت نہیں براہ راست نہیں اور اسی بنا پر اپنی حقیقی نبی ہونے سے انکار بھی کیا۔ آپنے یہ بھی پوچھا ہے کہ جب حقیقی نبی کے معنے صرف صاحب شریعت کے ہیں۔ تو کیا بغیر صاحب شریعت نبیوں کو غیر حقیقی۔ مجازی کہہ سکتے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ حقیقی نبی آپ نے براہ راست نبوت پانیوالوں کو ہی فرمایا ہے دیکھو انجام آتھم صفحہ ۲۷۔۲۸ حاشیہ اسلئے ایسا کہنا جائز نہیں۔ (۵) تحفۃ الملوک میں تبلیغ شروع کی گئی ہے اور اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسےؑ خدا کے فرستادہ تھے

نوٹ [1] اگر دو متفرق اوقات میں فرماتے تو پھر بھی اعتراض جائز نہ تھا کیونکہ اگر دو کلاموں کو ملا کر معنے نہ کئے جائیں تو یضل بہ من یشاء سے لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مضل بھی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں کیونکہ دوسرے موقعہ پر وما یضل بہ الا الفاسقین آیا ہے

دوم۔ کسی دعوے کو خاص ترتیب سے پیش کرنا اور بات ہی اور بالکل خواجہ صاحب کی طرح دعویٰ پیش ہی نہ کرنا بلکہ اسکا ذکر سم قاتل سمجھنا اور بات (ب) ہمیشہ گفتگو مخاطب کے مسلمات سے شروع کی جاتی ہی **سوم**۔ یہ بالکل غلط ہی کہ صرف بطور مجدد پیش کیا ہی بلکہ صاف اور موٹے الفاظ میں مسیح موعود لکھا ہی دیکھو صفحہ ۱۳ اور صفحہ ۶۲ جس میں لکھا ہی ایک عظیم الشان انسان مبعوث کیا ہی جو نبی شان میں (ملی) واقع ہی اور یہ کہ دو مسیح موعود ہیں جو مسیح موعود ماننیگا لامحالہ نبی بھی مانیگا کیونکہ صحیح مسلم میں آنیوالے مسیح کا یہ وصف آیا ہی پھر دیکھو صفحہ ۶۵ تحفۃ الملوک وہاں حضرت کو آنحضرت صلعم ٹھہرایا ہی اور صاف لکھا ہی کہ ایک دفعہ صحابہ کرام میں آئی تو ایک دفعہ آنحضرت صلعم آخری زمانہ میں آئینگے اب اس سے زیادہ نبی اور رسول کس طرح کہا جائی جامع جمیع کمالات محمدیہ تو کہدیا صفحہ ۷۰ پر کامل بروز لکھا ہے صفحہ ۷۵ پر لکھا ہی معمولی مجدد نہیں (۴) حضرت صاحبزادہ صاحب کی رؤیا (اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مسیح موعود نبی ہے) کی بابت لکھا ہی کہ وہ حدیث النفس کیوں نہیں کیا قرآن مجید و حدیث آنحضرت پر عرض کرکے دیکھ لیا اسکا جواب یہ ہی کہ ہاں دیکھ لیا حضرت مسیح موعود نے قرآن مجید و احادیث صحیحہ کی بنا پر ہی لکھا ہی کہ یہ آیت (وآخرین منہم لما یلحقوا بہم) آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونیکی نسبت ایک پیشگوئی ہی (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷) وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہی اور وہی مسیح موعود ہی (تتمہ صفحہ ۶۵) پھر دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱ خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت صلعم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کی مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ عبارت ظاہر کرتی ہی کہ وہ مسیح موعود صرف نبیوں سے مشابہ نہیں ہوگا بلکہ وہ اُمتی ہونیکے باوجود نبی ہوگا اسی میں آپکے اٹھائیسویں سوال کا جواب ہے جس کی بنا پر آپ لکھتے ہیں کہ ایک اصطلاح دنیا میں اگر ایک انسان کے لئے ہی تو متوفیک کے معنے حضرت مسیح ناصری کے لئے آسمانپر اٹھا لینگے کیوں نہیں؟ مولوی صاحب! غالباً ایسے اعتراضات غیر احمدیوں سے میل جول کی وجہ سے آپکے دل میں کھٹکتے رہتے ہیں جنہیں کسی نہ کسی پیرایہ میں آپ ظاہر کرکے اپنے دل کا حال بتلانے پر مجبور ہو جاتے ہیں یہی سوال آپ کو خاتم النبیین کی اصطلاح صرف حضرت محمد مصطفےٰ کے لئے ہونے پر پیدا ہو سکتا تھا۔ دوم یہ اصطلاح عام ہی مصداق ایک شخص ابتک ہُوا یہ اور بات ہی۔ آپنے یہ بھی لکھا ہی کہ مسیح موعود کے سوا حدیث میں اور کسی کا نام نبی اللہ آیا نہیں اور نہ کوئی آپکے سوا خاتم الولایت ہوگا تو کیا اسصورت میں یہ کہنا جائز ہوگا کہ آنحضرت صلعم صرف تشریعی نبیوں کے خاتم ہیں اور مسیح موعود کل کا خاتم۔

مولوی صاحب! غور فرمائیں کہ یہ اعتراض سیدنا محمود پر ہے یا حضرت مسیح موعود پر کیا اس میں کچھ شک ہے

کہ حدیث میں مسیح موعود کے سوا کسی اور کا نام نبی اللہ نہیں آیا اور کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ مسیح موعود خاتم الخلفاء خاتم الاولیاء ہیں پس سوچو کہ یہ اعتراض احمدی کہلا کر احمد پر کون کر رہا ہے سنو! الوصیت میں حضرت اقدس نے فرمایا ہے

اس نبوت (نبوت محمدیہ) پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے × × × لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے

قاصر نہیں × × اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے × × × ×

اور جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ × × کمال درجہ تک پہنچ جائے × نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے

(صفحہ ۱۲) پس شریعت والی نبوت کا خاتمہ بھی ہے اور بغیر شریعت کے اس نبوت کا بھی خاتمہ ہے جو براہ راست ملے صرف آپ کے اتباع سے ملنے والی نبوت باقی ہے اور یہی وہ فیض نبی کریم ہے جو اب مسیح موعود کے ذریعے قیامت تک جاری ہے۔ اس نبوت کا دروازہ تو کھلا ہے اب کامل نبوت پانا یا جزوی۔ یہ نبوت پانے والے کی استعداد نفسیہ پر موقوف ہے نبی کریم خاتم الاولیاء ہیں مگر ان معنوں کے رو سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷-۲۸) مسیح موعود فرماتے ہیں۔ میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا (خطبہ الہامیہ) مسیح موعود نے جو کچھ پایا۔ آنحضرت صلعم سے پایا پس اصل چشمہ جسکی مہر سے قیامت تک یہ فیض جاری ہے نبی کریم ہی ہیں اور جس قسم کی نبوت بند ہے وہ بھی آنحضرت صلعم ہی کے اعزاز میں پس ہر پہلو سے نبی کریم ہی خاتم ہیں۔ (۷) آپ کہتے ہیں کیا قسم کھا سکتے ہو کہ کامل اتباع نبی کریم کا درجہ تیرہ سو برس تک کسی کو نہیں مل سکا۔ افسوس ہے کہ آپ کامل اتباع اور نبوت کو لازم ملزوم سمجھ رہے ہیں۔ نبوت تو موہبت الٰہی ہے صرف کامل اتباع اسکے حصول کا ذریعہ ہے۔ اب جسے وہ جل شانہ چاہے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں داخل کر دے۔ اور وہ آئینہ بنا دے جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہو لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ (۸) آپ ہماری کثرت پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ مگر ہم نے کبھی مطلق کثرت کو دلیل صدق نہیں ٹھہرایا بلکہ یہ کہا ہے کہ نبی کی وفات کے بعد معاً ایک بڑا حصہ قوم کا گمراہ نہیں ہوتا حق پر قائم رہتا ہے ہم کوئی مدت مقرر نہیں کرینگے جب تک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ترقی دینی چاہتا ہے اس میں زیادہ حصہ نیک لوگوں کا رکھتا ہے اور اگر کثرت کا اعتبار نہیں تو انجمن کا مسلمہ اصول کثرت رائے کا فیصلہ قطعی ہے غلط ٹھہرتا ہے پھر محاکمہ میں حضرت اقدس نے حنفی فقہ کے خدا کی مرضی کے مطابق ہونے پر جو دلیل دی ہے کہ کثرت اس طرف ہے وہ بھی باطل جاتی ہے باقی رہا یہ سوال کہ تین لاکھ نام لو جو تمہارے ساتھ ہے دراصل مسیح موعود پر حملہ ہے۔ کیونکہ ایک مدت

سے آپ کے دل میں یہ اعتراض کھٹک رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعداد حضرت اقدس نے نعوذ باللہ غلط بتائی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ جتنی بھی جماعت ہے اسکا کثیر حصہ ہمارے ساتھ ہے آپ زیادہ سے زیادہ تعداد اپنے ہمخیالوں کی پیش کریں ہم اس سے زیادہ ہم اپنی جماعت کی تعداد پیش کر دینگے اور یہ بھی غلط ہے کہ آپنے کبھی کثرت کو معیار نہیں ٹھہرایا الحکم میں آپکا خط چھپا

ہی جس میں آپ لکھتے ہیں۔ جب کوئی ایسا تنازعہ ہوگا × × میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشا

اس سلسلہ کو ترقی دینے کا ہی اسلئے وہ ایسے موقعہ پر بڑے حصے قوم کو ناحق اور غلطی پہ نہ چھوڑیگا اور کیا آپ کو وہ اعلان بھول گیا جو آپ چھ ممبروں کے دستخط سے شائع ہوا تھا کہ ۹/۱۰ حصہ قوم کا ہمارے ساتھ ہی (۹) مولوی محمد علی صاحب کے دل کو اس سے سخت صدمہ پہنچا ہی کہ حضرت صاحب کے الہامات کیوں زیادہ ہیں اسلئے آپ فرماتے ہیں کہ شائع شدہ الہامات کی تعداد اڑھائی تین سو سے زیادہ نہ ہوگی گو بعد میں کسی نے لکھا ہی کہ یہ حقیقۃ الوحی تک کے ہیں مگر پھر بھی یہ قول غلط ہے البشریٰ میں جو الہامات درج ہیں انکے نمبر بھی چھ سو سے متجاوز ہیں اور ہر نمبر میں چھ چھ بلکہ دس دس سے زیادہ الہامات ہیں اور اس طرح کئی ہزار الہامات بنتے ہیں اور کئی الہامات ہیں جو شائع نہیں ہوئے اور جس احمدی میں ذرا بھی تقویٰ باقی ہے وہ اس بات پر ہرگز قسم نہیں کھا سکتا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے تمام الہامات شائع ہوئے ہیں خود مولوی محمد علی صاحب بھی ناواقف نہیں ہونگے کہ بعض الہامات کے شائع نہیں ہوئے جو بعض احباب کو معلوم ہیں۔ پھر ایک ایک الہام بعض اوقات کئی کئی بار ہوا ہی۔ اس اعتبار سے بھی ہزاروں ایسے الہامات ہو سکتے ہیں جو شائع نہیں ہوئے۔ (۱۰) آپنے یہ بھی پوچھا ہے کہ حضرت صاحب کی وحی کو کیا درجہ حاصل ہی واضح ہو کہ وہی جو انبیاء علیہم السلام کی وحی کو ملنا چاہیئے البتہ شریعت محمدیہ میں کسی قسم کی ترمیم اور تنسیخ جائز نہیں اور نہ ان الہامات کے ایسے معنے جائز ہیں جن سے شریعت محمدیہ کا خلاف لازم آئے۔

ایسا نبی کہ جیسے محمدؐ خدایگاں

ماہ دسمبر کے تشحیذ الاذہان میں ایک شعر چھپا ہی ع پس جو نبی رسول نہیں مانتا اسے + ایسا نبیؑ کہ جیسے محمدؐ خدایگاں + اسکے معنی حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ نے یہ بنا کر دیئے گویا مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مد مقابل ٹھہرایا۔ مندرجہ ذیل زبردست دلائل سے اسکی تردید فرمائی ہے۔ ۱۔ گندے اور بیہودہ شعر ۲۔ اندھا مقلد اور پیرو۔ ۳۔ نابکار کذاب اشرؔ شاعر ۴ خبیث شاعر ۵۔ کروڑ لعنت ہی ۶۔ شیطان مرید۔ ۷۔ شتر بے مہار مرید اور جعلی و نقلی پیر (سیدنا محمود) اور اسی ضمن میں

مسیح موعود کی بھی دل کھول کر ہتک کرلی ہی اور انکی توہین کا جسقدر جوش دل میں تہا اسکے اظہار کا بھی کافی موقعہ پالیا ہے واقعی یہ ایسے زبردست دلائل ہیں کہ میں ان کے جواب سے عاجز ہوں لہذا اپنی اس کمزوری کو علی الاعلان تسلیم کرتا ہوا میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آیا اس شعر سے میرا یہی مطلب تھا کہ میں مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کا ہمسر اور مد مقابل اور ہم درجہ ثابت کروں۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یقین دلاتا ہوں کہ میرے وہم میں بھی یہ بات نہ تھی بلکہ مینے صرف لا نفرق بین احد من رسلہ کا ترجمہ کرنا چاہا اور مینے صرف اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ نفس نبوت کے اعتبار سے تمام انبیاء برابر ہیں اور مسیح موعود بھی انہی انبیاء کی جماعت میں شامل ہیں۔ اگر اس عقیدہ پر کوئی مجھے گالیاں دے کر اپنی شرافت نفس کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو بسم اللہ ع شوق سے تیر لگاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے۔ نفس نبوت کے اعتبار سے تمام انبیاء برابر ہیں اور سب پر ایمان لانا فرض ہی یہ تمام اہل اسلام کا متفق علیہ عقیدہ ہی بلکہ رسالہ مہدی المنتظر کے صفحہ ۶۶ پر بھی یہی الفاظ موجود ہیں کہ آنحضرت صلعم کی نبوت اور پہلے نبیوں کی نبوت میں بلحاظ نبوت کوئی فرق نہ تھا۔ پس جو اس شعر سے میری مراد تھی اسکے اعتبار سے (مسیح موعود کو نبی تسلیم کرنے کے بعد) تو اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ہتک نہیں کیونکہ جب یہ کہا جائے کہ انبیاء بنی اسرائیل بھی ایسے ہی نبی تھے جیسے محمد رسول اللہ صلعم) اور اس سے کوئی ہتک نہ ہو تو مسیح موعود کو نبی تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ مسیح موعود بھی ایسے ہی نبی تھے جیسے آنحضرت صلعم) بھی موجب ہتک نہیں ہو سکتا۔ البتہ جو معنے حکیم محمد حسین صاحب نے اپنی روشنی طبع سے پیدا کرلئے ہیں کہ گویا میں مسیح موعود کو آنحضرت صلعم کا ہمسر اور مد مقابل ٹھہراتا ہوں یہ مجھ پر ایک اتہام ناروا ہی بہتان ہے اور افترا ہے۔ ان معنوں کی سیدی و مولائی مصلح موعود نے بھی حقیقۃ النبوۃ میں تردید فرمائی اور یقین دلایا۔ کہ اس شعر کا یہ مطلب نہیں مگر پھر بھی حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یہی مطلب تہا۔ اب اس بدگمانی کا کیا علاج ہو۔ خود رسالہ المہدی کے صفحہ ۵۱ و ۵۳ پر اس شعر کے وہی معنے لئے گئے ہیں جو ہم کرتے ہیں اور جو ہمارے مراد تھے چنانچہ لکھا ہی (صفحہ ۵۱) پھر تم کیوں اسکے کامل پیرو حضرت غلام احمد کو نبی کہکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہو (صفحہ ۵۳) مسیح موعود کو اگلے انبیاء کی طرح کا نبی مان کر قرآن کی تکذیب کرو گے یا تصدیق (صفحہ ۵۳) حضرت صاحب ایسے نبی ہو سکتے ہیں جیسے کہ محمد مصطفےٰ تھے یا جیسے کہ پہلے انبیاء تھے (صفحہ ۵۴) میرے تو وہم میں بھی کبھی نہیں آسکتا کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح موعود بھی نبی ہو کر آئے ہیں (صفحہ ۵۵) تو اس سے یہی لازم آیا کہ آپ (مسیح موعود) واقعہ میں نبی نہیں۔ ان عبارتوں کے نقل کرنے سے میرا منشا

یہ دکھانیکا ہی کہ حکیم صاحب نے بھی میرے شعر کا ہی مطلب سمجھا تہا - کہ میں مسیح موعود کو نفس نبوت کے اعتبار سے آنحضرت صلعم جیسا نبی کہہ رہا ہوں - اور حکیم صاحب نبوت محمدیہ کی ہتک یہی سمجھتے ہیں کہ مسیح موعود اسکے فیض سے ویسا ہی نبی بنجائے جیسے کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام تھے - حالانکہ حضرت اقدس کو مسیح بن مریم رسول اللہ سے تمام شان میں بڑھکر ہونیکا دعویٰ ہے مگر حکیم صاحب تو ویسا نبی کہنے کی بجائے اپنی بچوں کو آنکھوں کے سامنے قتل کرالینا زیادہ آسان سمجھتے ہیں الوصیتہ میں مسیح موعود نے فرمایا ہی کہ اس میں نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں - بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیضان سے زیادہ ظاہر ہوتی ہی مگر حکیم صاحب کو یہ مسلم نہیں خیر اس سے کچھ بحث نہیں مقصد تو یہ ہی کہ میرے شعر کے وہ معنے نہیں کرنے چاہئیں جو میرے وہم وگمان میں بھی نہ ہوں اور خود آپ نے بھی وہ معنے نہ کئے ہوں - اور باوجود ان معنوں کی تردید کے پھر بھی یہی کہا جائے کہ نہیں تم نے انہی معنوں میں یہ شعر لکھا پھر میں پوچھتا ہوں کہ آیا کبھی حکیم صاحب یا انکے ہمنواؤں نے مفصلہ ذیل تحریر حضرت مسیح موعود کی پڑھی ہے -

(۱) ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا (غلطی کا ازالہ)

(۲) میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں - اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں - (غلطی کا ازالہ)

(۳) اور اسی نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا - یہاں تک کہ میرا وجود اسکا وجود ہو گیا - اب جو مجھ میں اور مصطفےٰ میں فرق کرے اس نے مجھے پہچانا نہیں (خطبہ الہامیہ)

(۴) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ .... رسول سے اسجگہ آنحضرت صلعم ہی مراد ہیں اور مسیح موعود بھی مراد ہے -

(۵) مہدی معہود اور مسیح موعود پر آنحضرت صلعم کا بعث دوم موقوف ہے -

(۶) میں اسم احمد میں آنحضرت صلعم کا شریک ہوں (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶)

(۷) اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اسکے مشابہ تھا - × × × × × گویا اسکا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلعم کا ظہور تھا -

(۸) میں بموجب آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں (صفحہ ۷)

مندرجہ ذیل کتب دفتر تشحیذ الاذہان سے طلب کرو

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
ظہور المہدی	عار	عہ	یہ ۲۰×۲۶ تقطیع کے ۳۵۲ صفحوں کی کتاب جسمیں بوجہ گنجان تحریر ہونیکے پانسو صفحے کا مضمون ہی حال میں چھپ کر شائع ہوئی ہے اس میں احمدی مذاہب کو آمنت باللہ سے لیکر الیوم الآخر تک اور حضرت مسیح موعود کے تمام دعاوی کا ثبوت مندرج ہی مخالفوں پر اتمام حجت اور برادران طریقت کے وسعت معلومات کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ثابت ہو گی
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود	۱۰ر	۵ر	حصہ دوم سے حصہ ہفتم تک
سچ بیان نظم پنجابی	۲ر	لر	مسیح موعود کی تائید میں
احسن القصص	۲ر	۱۰ر	سورہ یوسف مترجم اردو مع تفسیر مصنفہ اکمل
درثمین فارسی	۶ر	۴ر	حضرت اقدس کی فارسی نظمیں
درثمین اردو نوٹوں والی	۸ر		″ ″ ″ ″
مبادی الصرف	۲ر	۱ر	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح
درس قرآن شریف کے نوٹ	صر	للعہ	حضرت خلیفۃ المسیح اول کے فرمودہ
ابطال الوہیت مسیح	لر	؎ر	مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح اول
تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۷	عہر		کون نہیں جانتا کہ آجکل ایسی تفسیر کی ضرورت ہے
″ ″ ″ پ ۲۸	عہر		جس میں آیات کا ربط بتلایا گیا ہو اور ان دلائل
″ ″ ″ پ ۲۹	عہر		کو کھولکر لکھا گیا ہو جو قرآن مجید ہر آیت میں اپنے دعوے کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور جو دوسری الہامی کتابوں سے منجملہ امتیازی نشانات کے ہے

نام کتاب	قیمت اصل	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
حقیقت نماز	عہ	۸ر	۳۰۴ صفحہ کی کتاب نماز کے متعلق ضروری احکام اور انکی فلاسفی
النصح	۲ر	۲ر	تائید سلسلہ
ادعیۃ الاحادیث	۱ر		احادیث کی وہ دعائیں جو مختلف مقامات و حالات کے مناسب رسول کریم نے فرمائی ہیں۔
صادقوں کی روشنی	۴ر	۴ر	حضرت صاحب کی وفات پر جو اعتراض ہیں۔ انکا مفصّل جواب
البرق	۲ر	۱ر	ردّ شیعہ
طبیب روحانی	۱ر		بعض روحانی امراض کا علاج قرآن اور احادیث سے بچوں کے پڑھانے کیلئے
مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی	۱ر	۰ر	تمام اعتراض کا دندان شکن جواب سلطان محمد کے وصیت نامہ کا عکس جس میں اسنے اپنی عقیدت کا اظہار کیا
القاء ربانی	عہ	۹ر	مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر اور آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل پر مدلل و مفصل بحث اور تمام اعتراضوں کے دندان شکن جواب
البلاغ المبین	۱ر		حضرت اقدس کی آخری تقریر جس میں تمام دعاوی کے دلائل موجود ہیں اور حضرت خلیفہ اول کی پہلی تقریر
خصوصیات مسیح موعود	۱ر	۰ر	وہ دس بارہ خصوصیات جو ہمارے امام کو دوسرے اولیاء [illegible] سے ممتاز کرتی ہیں۔
ادعیۃ القرآن	۲ر		قرآن کریم کی تمام دعائیں نثر و نظم ترجمہ کیساتھ چھاپی گئی ہیں بآخیر میں [illegible] دعا حضرت مسیح موعود کا لکھا ہوا نہایت لطیف مضمون ہے۔
نشان رحمت	۱ر		حضرت صاحبزادہ صاحب کے مصلح موعود ہونیکا ثبوت اور اعتراضوں کے جواب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

نام کتاب	قیمت اصلی	قیمت رعایتی	خلاصہ مضمون
اربعین	۴ر		حضرت اقدس کی تصنیف
نماز مترجم	۰ر		ترجمہ زیادہ تر حضرت اقدس کا دیا گیا ہے
غلامی	۵ر	۳ر	اسلام میں غلام کی کیا حیثیت ہے۔
عصمت الانبیاء	۱۰ر	۷ر	تمام انبیاء کی عصمت کا ثبوت قرآن مجید سے اور اعتراضوں کا جواب
ترجمہ انگریزی حصہ اول	۲ر		ترجمہ سیکھنے کے آسان قاعدے مصنفہ ماسٹر عبدالرحمٰن
" دوم		۵ر	"
ظہور المسیح	۶ر	۳ر	دعاوی حضرت مسیح موعود پر نہایت مدلل و جامع کتاب
الحفیظ کی آمین	۰ر	ـر	منظومہ حضرت صاحبزادہ صاحب
مجموعہ الہامات حصہ اول وکشوف حضرت اقدس	۴ر	۳ر … سہ حصہ	حضرت اقدس کو تا یوم وصال جو الہامات وکشوف ہوئے
" " دوم	عہ		" " "
" " سوم	۴ر		" " "
آثار مبارکہ	۱ر		پرانی ڈائری حضرت اقدس کی
تفسیر القرآن مصنفہ شیخ یعقوب علی صاحب	عہ	۸ر	پہلے پارہ کی مکمل تفسیر
دافع البلاء	۲ر	۱ر	حضرت اقدس کی تصنیف دربارہ طاعون
صراط مستقیم	۲ر	۱ر	وفات مسیح کے متعلق مدلل رسالہ
ہدیہ ثاقب	۲ر	۱ر	کشتی نوح کے حصہ تعلیم کی سلیس نظم
مخمس سلیم	۳ر	۲ر	بر ترکیب بند حالی
سر الشہادتین	۱ر	۰ر	صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کی پیشگوئی
ہدایات دربارہ معاملات	۲ر	۱ر	معاملات کے بارے میں احادیث نبوی سے ثبوت
کلام محمود	۴ر	۴ر	صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب کا عارفانہ کلام جس کا ایک ایک مصرعہ نثر پا پینے والا ہے ۲۸ پونڈ کے ولایتی کاغذ پر نہایت خوشخط بڑے اہتمام سے چھپوایا گیا ہے